احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

copyright

مسجد کھری ڈونگ تشگر

بحضور شاه همدان میر سید علی همدانی

آفتاب ولایت ایمان خادم دین حق شه همدان
نام پاک مبلغ اسلام اهل کشمیر راست حرز جان
قوم را واو نغمه توحید درمنادر صنم شده لرزان
واده اور اورا چنین ترتیب اهل خطه کنند ورد زبان
مرکز دین هست در کشمیر خانقاه حضور والا شان
کرو نابود کفر از کشمیر شد طلوع ستاره ایمان
کرو معدوم بت پرستی را الله الله بماچه کرو انسان
آدمی راه کج گرفته بود دام و دد را دوباره کرو انسان
کرو تبلیغ دین احمد او خطه را داو دولت ایمان
وادی گل بدین منور شد ورنه کشمیر بود کفرستان
همه کشمیر را مسلمان ساخت بعد ازان رفت سوی بلتستان
نور بخشیده اهل تبت را روی خود کرو سوی ترکستان
نطق شیریں بلبل همدان کرو تسخیر ملت افغان
نور اسلام جلوه افشان شد آشکار است رحمت یزدان
چون بیا مد بخطه از ایران شاه همدان صاحب ذی شان
ملک کشمیر مرده بخشی بود در تن مرده او دمیده جان
تیرگی دور کرو از کشمیر داو مارا ثقافت و ایمان
وای افسوس گلشن کشمیر خسته و خوار گشت هم ویران
حال مارا نگاه کن ای شاه ای که خوابیده ای تو درختلان
کفر بار دگر مسلط شد ملت کا شمشیر شد بے جان
بہر آزادی مسلماناں کن دعا پی بحضرت یزدان
سعی بالی که ماکنیم اے پیر نیست مشکور نزد رب جهان
آن نگاه پو که در سفر کردیم سوی منزل مراندداو نشان
وان عمل ها که سر زده ازما برد مارا بشهر خاموشان
گو خدارا که تاشود الحاق ارض کشمیر رابه پاکستان
ای که مارا تو پیر پیرانی
اے علمدار نور یزدانی
یعنی آن بانی مسلمانی
میر سید علی همدانی

میر عبدالعزیز

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

احیائے تصوف کا علمبردار

شمارہ نمبر ۱ | قیمت: ۱۰ روپے | ماہ ستمبر ۱۹۹۳ء

فہرست مضامین

فکر و تذکر	اداریہ	غازی محمد نعیم
مجموعہ شریعت محمدیہ		ابو العرفان محمد بشیر
فقہی مسائل		ابو العرفان محمد بشیر
الکتاب	[illegible]	مولوی عبد الحمید
تصوف	اسلامی تصوف اور صوفیانہ ادب	اسے۔ جے۔ آربری
شریعت	[illegible] شریعت محمدیہ	محمد اسماعیل [illegible]
احوال صوفیاء	حضرت علی بر مسلمین کی نظر میں	محمد عبد اللہ گلشن کیری
	احوال شیخ سری سری سقطی	غلام حسن نوربخشی
دنیائے سائنس	حقیقت کائنات سائنس کی روشنی میں	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
افکار نو	آج کے معاشرے میں نوجوان نسل کا کردار	علی محمد محمدی
۲۔ مسلمان کون؟		ذاکر حسین ذاکر
۳۔ سال نو اور تعلیمات شاہ ہمدان کی ضرورت		دولت علی [illegible]
تبصرہ کتب		میر عبد العزیز
شعری ادب	بحضور شاہ ہمدان	میر عبد العزیز
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	[illegible] معروفی

مدیر و ناشر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر

سید پرویز حسین بخاری

الائیڈ کمپوزنگ سینٹر فون 824382

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 ـ 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 گلی 1/1 G-6 اسلام آباد سے شائع کیا

تفکّر و تذکّر

غازی محمد نعیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الذی علم بالقلم

وہ پروردگار جس نے قلم کے وسیلے سے علم سکھایا۔ اس تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں جہاں بے شمار افراد او اقوام علم کے بل بوتے پر حیرت انگیز سرعت سے ترقی کی منازل طے کرنے میں مصروف ہیں۔ وہاں بہت سے لوگ جہالت اور پسماندگی کے عمیق گڑھوں میں پڑے ہوئے خوار اور زبوں بھی نظر آتے ہیں۔ ظاہرا فی زمانہ علم اور سائنس ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں مگر حقیقتا ایسا نہیں۔ اگرچہ سائنس مقبول ترین علم ہے مگر دیگر علوم و فنون بھی اس کے شانہ بشانہ مقبول و متداول رہے ہیں۔ ان علوم میں سے ایک عظیم علم "علم تصوف" ہے۔ علم تصوف اپنے دور عروج میں تمام علوم کا نچوڑ سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس کا سرچشمہ عقل سے زیادہ وجدان ہوا کرتا تھا۔ عقلی علوم میں خطا و نسیان اور دیگر انسانی کمزوریوں کا عمل دخل ہوا کرتا ہے مگر وجدان وہ سرچشمہ نور ہے جس کا براہ راست تعلق اس عالم نورانی سے ہے جس کے بارے میں خالق حقیقی نے فرمایا **اللہ نور السموت والارض** اللہ زمین اور آسمانوں کا نور ہیں۔

وجود انسانی بھی اس نور سے اکتساب کرنے کی اہلیت رکھتا ہے جس کے باعث قلب مومن کو مرکز تجلیات خداوندی قرار دیا گیا ہے۔ اصل وجود انسانی وہ روح ہے جس کے بارے میں قرآن پاک نے فرمایا **قل الروح من امر ربی** اور اس کے حقیقی وجود کا لباس یہ مادی جسم اور اس کے حواس ہیں۔ جسم اور اس کی احتیاجات اور خواہشات کا تعلق عالم سفلی سے ہے۔ جسے صوفیاء نے نفس امارہ کے نام سے موسوم کیا جب کہ روح کا تعلق عالم ملکوت سے ہے۔ جس کو بظاہر اس امتحان گاہ دنیا میں جسے خالق حقیقی نے مزرعۃ الآخرۃ قرار دیا عارضی رہائش کی خاطر قفس عنصری میں مقید کیا گیا ہے۔ موت کے ساتھ ہی روح اس قفس عنصری سے پرواز کرجاتی ہے مگر صوفیائے کرام آدم الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب کے حکم "موت سے پہلے موت کا ذائقہ چکھو"۔ کے موافق اپنی روح کو آلائش جسم اور تقاضہ ہائے نفس امارہ سے پاک اور آزاد کرلیتے ہیں۔ نفس امارہ کو زیر کرلینے سے محبوب حقیقی کی قربت حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور سالک راہ خدا اس دنیا کے ہر خوف اور حزن سے بے نیاز ہوکر حصول رضائے الہی کے ابدی سمندر میں غوطہ زن ہوجاتا ہے۔ اس مقام کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا "**الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**" آگاہ رہو کہ بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوتا ہے اور نہ کوئی حزن۔ یہ ہے تصوف کا وہ عظیم نظام جو انسانوں کو خوف اور حزن سے آزاد کرتا ہے۔ اور بندوں کو خدا سے ملادیتا ہے۔ اب سے چند صدیاں پیشتر چار دانگ عالم میں یہ نورانی نظام مقبول و معروف تھا مگر افسوس جلد ہی علم حقیقی کی یہ روشنی ماند پڑ گئی اور ہوس کی چکاچوند سے دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی چندھیا گئیں۔ جس کے باعث یہ علم صرف کتابوں اور روایتوں تک محدود رہ گیا۔ آج دنیا اس عظیم علمی ورثے سے روز بروز دور اور محروم ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ ہم نے سوچا کہ احیائے تصوف اسلامی کے لیے ایک ہمہ گیر تحریک کا آغاز کیا جائے۔ نوائے صوفیہ اس روحانی تحریک کا خشت اول ہے۔

حکومت سے باضابطہ ڈیکلریشن حاصل کرنے کے بعد رسالہ

باقی صفحہ ۳۴ پر

مجموعہ شریعتِ محمدیہؐ

تحریر
علامہ محمد بشیر

وسنتہ ان لا تقضی الحاجتہ علی شفیر بئر الماء ولا علی طرقیھا ولا علی طرفی نھر یشرب منہ ولا تحت شجرۃ تستظل ولا شجرۃ مثمرۃ ولا فی المقبرۃ ولا فی الطرق والسکک ولا علی طرفیھا ولا فی النادی ولا فی الحجرۃ وان لا تستقبل الریاح ولا الصعید ولا الصلب من الارض لئلا یحدر الیک ولا بئر سفلی وان تحفر الارض وتلینھا بقدر الحاجتہ وان لا تستقبل الشمس ولا القمر ولا الکواکب المتعینتہ ان کنت فی الفضاء وتیسر وان لم یتیسر لتحجب العورۃ بساتر من نورھا واما فی الجدران فلا باس بہ وان تصب الماء بالید الیمنی و تغسل العورۃ بالید الیسری الا بضرورۃ وان تمشی قبل الاستبراء خطوات اواکثر ان تیسروان تتنحنح وان لا تصب الماء فی موضع قضاء الحاجتہ وان تقدم رجلک الیسری عند دخول الخلاء والیمنی عند الخروج ان تقول عند دخول الخلاء اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث ومن الشیطان الرجیم وعند الخروج الحمد للہ الذی اخرج عنی الاذی وعافانی اومثلھا وان لاتستصحب شیا علیہ القرآن اوالادعیتہ اواسم من اسماء اللہ مکشوفا وان کان مستورا بتخین من الجلد اوالمشمع او غیرھما۔

ولی لکہ تعسر لعلی و ان لا تغفل فی قلبک من الادعیتہ المناسبتہ بھذا المحل وان تقول بعد الاستنجاء والاستبراء اللھم حصن فرجی واسترعورتی من النار او مثلھا من الادعیتہ۔

قضائے حاجت کے مسنون آداب

(۱) پانی کے کنویں کے منہ پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۲) کنویں کے منہ کے کناروں پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۳) جس کو ئل سے پانی پیا جاتا ہو اس کے کناروں پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۴) سایہ دار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا

(۵) پھلدار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا

(۶) قبرستان میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۷) راستوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۸) راستوں اور گلیوں کے کناروں پہ قضائے حاجت نہ کرنا

(۹) گلیوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۰) مجمع لگنے کی جگہ قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۱) کیڑوں کے بلوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۲) چلتی ہواؤں کا رخ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۳) بلندی کی طرف رخ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۴) سخت زمین پہ قضائے حاجت نہ کرنا تاکہ چھینٹے اٹھ کر نہ لگ جائیں

(۱۵) بقدر ضرورت زمین کو کھودنا اور اسے نرم کرنا

(۱۶) اگر کھلے میدان میں ہو تو سورج کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۷) کھلے میدان میں چاند کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۸) کھلے میدان میں متعین ستاروں کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۹) بشرطیکہ ایسا کر سکے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو شرمگاہ کو ان کی روشنی پڑنے سے کسی پردے کے ذریعے چھپائے رکھنا چار دیواری میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

(۲۰) دائیں ہاتھ سے سے پانی بہانا اور شرمگاہ کو بائیں ہاتھ سے دھونا اگر کوئی مجبوری ہو تو اور بات ہے

(۲۱) استبراء کرنے سے پہلے چند قدم یا زیادہ قدم چلنا بشرطیکہ ایسا کر سکے

(۲۲) کھنکار کی آواز نکالنا

(۲۳) قضائے حاجت کی جگہ پانی کا نہ بہانا

(۲۴) جائے ضرورت کو جاتے وقت بائیں پیر کو پہلے داخل کرنا

(۲۵) جائے ضرورت سے نکلتے وقت دائیں پیر کو پہلے باہر رکھنا

(۲۶) جائے ضرورت کو جاتے ہوئے یوں دعا کرنا **اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ومن الشیطن الرجیم** پروردگار میں یقیناً" ناپاک خصلت والوں ناپاک خصلت والیوں اور ملعون شیطان سے تیری پناہ مانگا کرتا کرتی ہوں

(۲۷) جائے ضرورت سے نکلتے ہوئے یوں دعا کرنا

الحمد اللہ الزی اخرج عنی الاذی وعافانی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ گندگی کو نکال باہر کیا اور مجھے آرام و راحت عطا کیا یا ان دعاؤں کی مانند اور دعائیں پڑھیں۔

(۲۸) جائے ضرورت کو اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ لے جائے جس پر قرآن دعائیں یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام کھلی حالت میں ثبت ہو اگر ایسی چیز [illegible] چمڑا یا موم جامہ وغیرہ چڑھانے کی صورت میں پوشیدہ ہو اور بدن سے اس کو الگ کرنے میں دشواری پیش آتی ہو تو ایسی صورت معاف ہے

(۲۹) اس موقع کی مناسب دعائیں دل میں پڑھنے سے غفلت کا شکار ہو کے نہ رہنا

(۳۰) استنجاء اور استبراء کے بعد یوں دعا کرنا **اللھم حصن فرجی والستر عورتی من النار** پروردگار! میری [illegible]

اور دوزخ سے میرے اندام نہانی کی پردہ پوشی فرما اس دعا کی مانند دیگر دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں

وضاحت

شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی ان عبارتوں میں عام انسانوں کے لیے عموماً اور اہل اسلام کے لیے خصوصاً" جائے ضرورت کے تیس مسنون آداب بیان کئے گئے ہیں ان آداب کا لحاظ رکھنا ہر فرد بشر کے لیے باادب شہری بننے کا باعث ہے ان آداب کا لحاظ نہ رکھنا نہایت بے ادب اور جانوروں کا ھم پلہ قرار پانے کا باعث بنتا ہے

ادب نمبر(۱) اس لئے مسنون ہے کہ کنویں پر پانی لینے کے لیے آنے والے اس کے منہ پر گندگی دیکھ کر سخت اذیت زدہ نہ ہوں اور وہ ایسے انسان نما جانور کے حق میں انتہائی ناشائستہ کلمات ادا کرنے پر مجبور نہ ہو جائیں علاوہ ازیں ڈھکنی کو پاک کرنے کے لیے دور لے جا کر اسے دھونے کی ضرورت پڑتی ہے

ادب نمبر(۲) اس لئے مسنون ہے کہ اس طرح سے کنویں کا پانی گندگی کی وجہ سے ناپاک ہو سکتا ہے کیونکہ ڈھکن اٹھاتے وقت گندگی کنویں میں گر سکتی ہے

ادب نمبر(۳) اس لئے مسنون ہے کہ جو پانی لوگ پیا کرتے ہیں اس پانی کو نل کے کناروں پر موجود گندگی چھو سکتی ہے گویا لوگوں کے پینے کے پانی میں گندگی شامل ہو جاتی ہے اور بسا اوقات یہ بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں لھذا پانی کے نل کے اطراف کو بھی گندگی سے پاک رکھنا ضروری ہے

ادب نمبر(۵) اس لئے مسنون ہے پھلدار درخت سے پھل گرتے ہیں جب اس کے نیچے گندگی پڑی ہوئی ہو تو بہت سے پھل گندگی پر پڑ جاتے ہیں اس سے وہ پاک پھل ناپاک بن جاتا ہے

ادب نمبر(۶) اس لئے مسنون ہے کہ از روئے شرع محمدی ہر مسلم کا اس طرح سے احترام کرنا چاہیے جس طرح سے صاحب قبر کی زندگی میں اس کا احترام کیا جاتا تھا قبرستان میں گندگی پھیلانا گویا احترام قبور کے سراسر منافی امر ہے۔

ادب نمبر (۷) ادب نمبر (۸) اور ادب نمبر (۹) اس لئے مسنون ہیں کہ راہ گیروں کو اس سے سخت اذیت پہنچتی ہے ادب نمبر (۱۰) اس لئے مسنون ہے کہ لوگوں کا جہاں مجمع لگ جاتا ہو وہ جگہ صاف ستھری رکھی جاتی ہے اگر کوئی بے ادب ایسی جگہ پر قضائے حاجت کرتا ہے تو لوگوں کو کسی قدر تکلیف پہنچتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل کام نہیں ہے۔

ادب نمبر (۱۱) اس لئے مسنون ہے کہ بلوں میں رہنے والے کیڑوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ حشرات الارض کی جانیں بھی ان کے ہاں اتنی عزیز ہیں جتنی انسانوں کے ہاں ان کی جانیں عزیز ہیں اس وجہ سے کہا گیا ہے۔

میازار مورے کہ دانہ کش است
کہ جان دارد و جان شیریں خوش است

ادب نمبر (۱۲) اس لیے مسنون ہے تاکہ چلتی ہوائیں قضائے حاجت کرنے والے کی طرف پیشاب کو نہ اڑائیں اور اس کے کپڑے ناپاک نہ ہونے پائیں

ادب نمبر (۱۳) اس لئے مسنون ہے کہ اس صورت میں بھی قضائے حاجت کرنے والے کے کپڑے اپنے ہی کئے کی وجہ سے ناپاک ہو سکتے ہیں۔

(ادب نمبر (۱۴) کی مسنونیت کی وجہ ساتھ ہی بیان کر دی گئی ہے

ادب نمبر (۱۵) اس لئے مسنون ہے کہ اس طریقے سے قضائے حاجت کرنیوالا اپنے ہی ہاتھوں ناپاکی لگنے سے محفوظ رہتا ہے

ادب نمبر (۱۶) ادب نمبر (۱۷) ادب نمبر (۱۸) اور ادب نمبر (۱۹) اس لئے مسنون ہیں تاکہ بظاہر ان اشیاء کی توہین لازم نہ آئے اور احترام باقی رہے علاوہ ازیں کچھ مخصوص احوال اور اثرات بھی ہوتے ہیں لہٰذا ان کا لحاظ رکھنا مسنون آداب قرار پاگئے

ادب نمبر (۲۰) اس لئے مسنون ہے کہ دونوں ہاتھوں میں سے ہر ایک کا اپنا مقام ہے دائیں ہاتھ عام طور پر کھانا کھانے کے لیے ہے لہٰذا شرمگاہ کو دھونے کے لیے اس کا استعمال اس کے اپنے مقام کے منافی ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں

ادب نمبر (۲۱) اور ادب نمبر (۲۲) اس لیے مسنون ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو بسا اوقات جلد بازی کے نتیجے میں آدمی کو وودی کی رطوبت لگ جانے سے ناپاکی کا سامنا رہتا ہے

ادب نمبر (۲۳) مسنون اس صورت میں ہے جبکہ استنجا کے لیے دوسری جگہ الگ میسر ہو ورنہ وہ مسنون ادب تھیوری کی حد تک مسنون ادب رہے گا۔

ادب نمبر (۲۴) اور ادب نمبر (۲۵) اس لئے مسنون قرار پاگئے ہیں تاکہ دونوں پیروں میں ہر ایک کا اپنا اپنا مخصوص مقام اور حیثیت ملحوظ رہے

ادب نمبر (۲۶) اس لیے مسنون ہے تاکہ اس مخصوص موقع پر انسان کسی بے اعتدالی کا شکار نہ رہے

ادب نمبر (۲۷) اس لیے مسنون ہے تاکہ انسان اس خاص موقع سے کسی تکلیف کا شکار نہ ہونے پر شکرانہ کی بجا آوری سے عہدہ برآ ہوسکے

ادب نمبر (۲۸) اس لیے مسنون ہے تاکہ مذکورہ چیزوں کا حقیقی احترام ہو

ادب نمبر (۲۹) اس لیے مسنون ہے کہ جائے ضرورت میں انسان طرح طرح کے خیالات دل میں لاتا ہے ارادے کے لحاظ سے کمزور انسان اس موقع سے سنگین بے اعتدالی کا شکار بھی ہو سکتا ہے

ادب نمبر (۳۰) اس لیے مسنون ہے کہ انسان اکثر اپنے قابل ستر چیز کی وجہ سے شیطان کا آلہ کار بن جاتا ہے اور اس نہانی کو محفوظ رکھنے میں ناکامی کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو بد انجام فرد بنا دیتا ہے لہٰذا دعا مذکورہ کی بدولت آدمی نیک انجام بن سکتا ہے لہٰذا دعا مذکور کو جائے ضرورت سے فراغت کے سوا دیگر حالتوں میں بھی برابر ورد زبان رکھنا بہتر ہے۔

○

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت اہل اسلام کو درپیش مسائل اور ان کا حل شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے لہٰذا قارئین سے استدعا ہے کہ وہ اپنے مسائل واضح اور صاف الفاظ میں تحریری طور پر ہمیں ارسال فرمائیں اس وقت ہمارے پاس محترم موسیٰ علی صاحب این ایل آئی بونجی سنٹر کے ارسال کردہ دو سوالات پڑے ہوئے تھے ان کا شرعی حل اس شمارے میں شائع کیا گیا ہے تیسرا سوال علی خان سریکلی مقیم سکردو کا ہے۔

(س) 1۔ کیا غسل کے بدلے میں تیمم کرنے والا پانی نہ ملنے کی وجہ سے دوسری بار تیمم کرنے کی صورت میں اسی سابقہ غسل کے بدلے میں ہی تیمم کرے گا یا کوئی اور صورت ہوگی۔

(2) اگر اذان وقت نماز سے قبل دی گئی ہو تو نماز پڑھتے وقت اذان کا اعادہ ہوگا یا صرف اقامت کافی ہوگی سائل موسیٰ علی این۔ ایل۔ آئی بٹالین بونجی گلگت ۔

(3) اگر دو شہروں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب میں کافی حد تک غیر معمولی تفاوت پایا جاتا ہو تو ایسے ایک شہر سے ہوائی سفر کے ذریعے دوسرے شہر میں پہنچنے والے کے لیے نماز اور روزے کا کیا حکم ہوگا سائل علی خان سریکلی مقیم سکردو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ج س (نمبر) اگر کسی کو غسل کے بدلے میں تیمم کرنے کی صورت پڑی اور اس نے غسل کے بدلے میں تیمم کر کے نماز کی ادائیگی کر لی۔ اس کے بعد آگے اسے پھر پانی میسر نہ آئے اور وقت نماز آپہنچے تو اگر اس کا سابقہ تیمم برقرار ہو تو وہ اسی تیمم سے دوسری نماز بھی ادا کر سکتا ہے اگر اس کا سابقہ تیمم ٹوٹ چکا ہو اور ٹوٹنے کا سبب پھر غسل کا ہو تو وہ پھر غسل کے بدلے میں تیمم کرے گا اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب وضو کا ہو تو وہ دوسری بار وضو کے بدلے میں تیمم کر کے نماز پڑھے گا۔ یہ مسئلہ قدرے تفصیل طلب ہے۔ بعض اہل فقہ کہتے ہیں۔ کہ تیمم وضو اور غسل کی طرح حدث کا ازالہ کرنے والا نہیں بلکہ تیمم ساتر حدث ہے یعنی حدث پر پردہ ڈالنے والا ہے اس نظریہ والوں کے ہاں وقت نماز داخل ہونے سے پہلے تیمم کرنا جائز نہیں اس طرح سے ان کے ہاں ایک تیمم سے صرف ایک فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے دوسری فرض نماز کے لیے سابقہ تیمم کافی نہیں اگرچہ وہ برقرار ہی کیوں نہ ہو اس نظریہ کے حامل حضرات کے نزدیک سوال مذکورہ میں وہ شخص ہر فرض نماز کے لیے الگ الگ تیمم کیا کرے گا کیونکہ ان کے نزدیک حدث اکبر تیمم کی وجہ سے زائل نہیں ہوا بلکہ اس پر صرف تیمم کا پردہ پڑ گیا لہٰذا ایک فرض نماز کی ادائیگی کے بعد تیمم کا پردہ خود بخود چاک ہو گیا لہٰذا حدث کو مد نظر رکھتے ہوئے تیمم کرنا پڑے گا۔ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی رو سے تیمم وضو اور غسل کی طرح ازالہ حدث میں موثر ہے چنانچہ غسل اور وضو کی طرح وقت نماز داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم کرنا جائز ہے اور بعد میں بھی اسی طرح سے ایک ہی تیمم سے کئی فرض نمازوں کی ادائیگی درست ہے سوال مذکور کی رو سے اس آدمی نے پہلے غسل کے بدلے میں تیمم کیا تو تیمم کی وجہ سے بھی حدث اکبر کا مکمل ازالہ ہوگیا اگر اس کا سابقہ تیمم نہ ٹوٹا ہو تو وہ اسی ایک تیمم سے آگے

کی فرض نمازوں کی ادائیگی کر سکے گا۔ اگر اس کا سابقہ تیمم ٹوٹ چکا ہو تو ٹوٹنے کا سبب مد نظر رکھنا ہوگا اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب موجب غسل ہو تو وہ دوبارہ غسل ہی کے بدلے میں تیمم کرے گا۔ اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب موجب وضو ہو تو وہ وضو کے بدلے میں تیمم کیا کرے گا۔ اگر یہی صورت حال رمضان کے مہینے میں پیش آئے تو بھی یہی حکم ہے اس کے روزے میں کوئی خلل نہیں واقع ہوگا البتہ حالت سفر کی وجہ سے روزہ رکھنے کا عمل موخر کیا جاسکتا ہے افضل صورت روزہ رکھنے کی ہے

ج س (۲) بحوالہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی رو سے وقت نماز آنے سے قبل اذان نہیں دی جاسکتی ہے تاہم وقت صبح اس حکم سے مستثنی ہے پہنچنے سے پہلے اذان دی جاسکتی ہے پہنچنے کے بعد نماز فجر کی ادائیگی سے وقت اذان کا اعادہ نہ کیا جائے تو بھی کافی ہے اگر اذان کا اعادہ کیا جائے تو یہ افضل صورت ہوگی نماز فجر کے سوا دیگر نمازوں کے لیے وقت سے پہلے اذان دی گئی ہو تو نماز پڑھتے وقت اذان کا اعادہ ضروری ہوگا یہ نماز جماعت کی صورت میں حکم ہے انفرادی طور پر نماز پڑھنے والوں کیلئے اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں البتہ اقامت تاکیدی پہلو کی حامل ہے۔

ج س (۳) اگر شہروں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب میں تفاوت صرف نام کا ہو مثلاً" کسی شرعی حکم کی ادائیگی میں خلل انگیز نہ ہو تو آدمی کے لیے نماز وغیرہ کی ادائیگی کے سلسلے میں وہی اوقات معتبر ہونگے جہاں اس کا مستقل قیام ہوتا ہے یعنی اس کے اپنے علاقے کے اوقات کے مطابق اس کو عمل کرنا پڑے گا اگر اوقات کا تفاوت کافی حد تک ہو یعنی غیر معمولی فرق پایا جاتا ہو تو وہاں پر دو صورتیں ہو سکتی ہیں

(۱) یہ کہ اگر آدمی دوسرے شہر میں لمبا قیام کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ وہاں سے اس کا گزر ہونا متحقق ہو جاتا ہو اور اس کی جلد اپنے شہر کو واپسی مقصود ہو تو ایسی صورت میں نماز اور روزے کے لیے اس کو اپنے شہر کے اوقات کا اعتبار کرنا پڑے گا جیسا کہ مسافت قصر کے لیے ایسی صورت میں روانگی اور واپسی دونوں کا شمار کیا جاتا شرعی سفر کی طوالت مقصود ہو سے لیے کافی سمجھا جاتا ہے اس کے لیے کوئی قابل ذکر نئی صورت حال کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا

(۲) یہ کہ اگر آدمی دوسرے شہر میں طویل قیام کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو دوسرے شہر کے اوقات کا لحاظ رکھنا شرعاً ضروری ہوگا کیونکہ جملہ شرعی احکام اوقات اور حالات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں وقت بدلنے سے بھی حکم بدلتا ہے اسی طرح سے حالت کے بدلنے سے بھی حکم بدلتا ہے یہاں پر اس آدمی کے لیے اوقات کا بدلنا بھی متحقق ہو رہا ہے اور حالت کا بدلنا تو روز روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے لہذا اس کو دوسرے شہر کے لوگوں کے ساتھ نماز اور روزہ کے اوقات کے مطابق چلنا پڑے گا۔ محترم موسی علی صاحب و علی خان سرمیکی صاحب آپ ہمارے جواب سے مطمئن ہو سکیں گے اگر آپ کو سوالات کے جوابات میں کوئی بات مزید تشنہ تفصیل نظر آتی ہو تو ہمیں تحریری شکل میں آگاہ فرمائیں ہم آپ کو تسلی بخش جواب سے مزید مطمئن کرنے کی سعی کریں گے۔

بقیہ :۔ خبریں

مرکزی فنانس سیکرٹری این۔ وائی ایف پاکستان جناب مراد علی کا دورہ بلتستان

مرکزی فنانس سیکرٹری این۔ وائی ۔ ایف پاکستان مراد علی صاحب نے نثار علی سیکرٹری نشرو اشاعت این وائی ایف مرضی گونڈ یونٹ کے ہمراہ این او وائی ایف کے مختلف یونٹوں کے دورے کیے۔ دورے کا باقاعدہ آغاز مرضی گونڈ یونٹ سے ہوا۔ بعد میں جناب سید محمد زاہد الموسوی میر واعظ سینو کی اچانک رحلت کی خبر سن کر انہوں نے سینو جا کر مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔ اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے دعا کی۔ بعد میں وہاں کے مقامی لوگوں اور این وائی ایف کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ مرحوم کا جو بھی مشن زیر تکمیل ہو اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس کے بعد دم سم اور کندوس کا بھی دورہ کرکے یونٹوں کے صدر و جنرل سیکریٹری اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، دانشور حضرات اور این وائی ایف کے نوجوانوں سے ملاقاتیں کی۔ اس موقع پر پیر نور

باقی صفحہ ۱۹ پر

قرآن مجید حقوق قرآن

مولوی عبدالحمید

قرآن مجید اس عظیم کے لیے نازل ہوا ہے کہ گمراہ لوگوں کو نور ہدایت کی دولت لازوال سے مالا مال کرے۔ ارشاد ربانی ہے۔

کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور

(اے رسول) یہ وہ عظیم کتاب ہے جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی میں نکال لاؤ۔

جب قرآن کا باعث نزول ہدایت و رہنمائی ہے تو جب تک ہم اس کے معانی و مفہوم سے واقف نہیں ہونگے اس کے مضامین واحکام۔ اوامر و نواہی' تنزیہ و تبشیر' وعدہ وعید' قصص و امثال اور تحلیل و تحریم سے آگاہ نہیں ہونگے اس وقت تک ہم ہدایت و رہنمائی حاصل نہیں کر سکیں گے اس لیے ضروری ہوا کہ اس کی تلاوت کے ساتھ اس کتاب مبین کے معانی و معارف سے بھی واقف ہوں۔ تلاوت کی برکت آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت میں دلوں کی وادی پر برسا کر جب دلوں کی وادیاں سیراب ہوں تو ان غیر آباد وادیوں میں معانی و معارف کے سبزہ و گل سارے ماحول کو پرکشش اور معطر بنا دیں گے۔ لہٰذا قرآن کو سمجھنا اور اس پر غور کرنا ہوگا کیونکہ ارشاد باری ہے۔

افلا یتدبرون القران ام علی قلوبھم اقفالھا۔

یہ لوگ قرآن میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوتے ہیں۔ قرآن کی یہ آیت مبارکہ ہمیں اس کو سمجھنے اور اس کے معارف و حقائق میں غوطہ زن ہونے کی دعوت دے رہی ہے اور اس نکتے کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ دلوں کے تالے اور پردے صرف اس صورت میں کھلیں گے کہ جب اس کے مطالب و معانی میں غور و فکر کرکے اس کے پیغام سرمدی کو دلوں کی گہرائیوں میں اتاریں گے۔ ورنہ تدبر قرآن سے عاری لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہوں گے۔ انھیں ہدایت کہاں نصیب ہوگی؟

دوسری جگہ قرآن میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

قد فصلنا الایات لقوم یفقھون (الانعام ۹۸:۶)

تحقیق ہم نے آیات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اس قوم کے لئے جو سمجھ رکھتی ہے۔ اور اس قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا۔ **کذالک یبین لھم الایات لعلھم یتفکرون** (البقرہ ۲:۲۶۶)

اسی طرح اللہ نے ان کے لیے آیتوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں پھر ارشاد ہوا **کذالک نفصل الایات لعلھم یتفکرون** (یونس ۱۰:۲۴)

گویا آیات قرآنی کے بیان کا مقصد اس کو سمجھنا اور غور و فکر کرنا ہے اور جو لوگ اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ان کے بارے میں اللہ یوں ارشاد فرماتا ہے۔

طبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یفقھون

ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے پس وہ لوگ اس قرآن کو نہیں سمجھتے ان آیات کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کو سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے کا حق پہلے دو حقوق سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس کو سمجھنا ہی اصل ہدایت کا ضامن ہے۔ جب کوئی اس کتاب مبین پر ایمان لے آیا تو مومن ہوا اسکی تلاوت کی تو قاری ہوا۔ اس کے معانی و مطالب سمجھ گیا تو مدبر ہوا لہٰذا قرآن اب اپنے آخری اور سب سے اہم حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مجھ پر عمل کیا جائے میرے اوامر پر دل و جان سے عمل پیرا ہوا جائے اور نواہی کو زہر ہلاہل سمجھتے ہوئے اس سے کوسوں دور رہا جائے۔ کیونکہ کامیابی اور کامرانی کا دارومدار ایمان اور عمل

ہی پر موقوف ہے۔

جناب حضرت علی علیہ السلام ایمان اور عمل کا رشتہ یوں بیان فرماتے ہیں

عن امیر المومنین علی علیہ السلام الایمان والعمل شریکان فی قرن لا یقبل اللہ تعالی احدھما الا بصاحبہ (کنز العمال)

حضرت علی سے روایت ہے کہ ایمان اور عمل ایک پنجالی میں شریک ہیں اللہ تعالی ان میں سے کسی کو بھی دوسرے کے بغیر قبول نہیں فرمائے گا۔

دعوات صوفیہ نور بخشیہ ایمان اور عمل کے تعلق کو یوں بیان کرتا ہے۔

ایمان کے چار ارکان ہیں۔ تصدیق بدل۔ اقرار بہ زبان۔ عمل بہ تن۔ متابعت سنت۔

اگر تصدیق بہ دل اور اقرار بہ زبان ہو مگر بدن کا عمل نہ ہو تو ایسا شخص فاسق ہے۔

قرآن مجید کی بیسیوں آیات اس امر کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہیں۔ ارشاد باری ہے **ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملو الصالحت (العصر)**

بے شک انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا **ان الذین امنوا وعملو الصالحات لھم جنت** بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے جنات ہیں (البروج ۱۱:۸۵)

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا **ان الذین امنوا وعملو الصالحات اولئک ھم خیر البریہ**

بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے وہی لوگ بہتر ہیں (البینہ ۹۸:۷)

سورۃ الفاطر میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

والذین امنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ واجر کریم (الفاطر ۳۵:۷)

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کیے ان کے لیے گناہوں کی مغفرت اور نہایت اچھا بدلہ (بہشت) ہے۔

قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ

قرآن مجید دنیا کی ایسی واحد اور منفرد کتاب ہے۔ جسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے سمجھنے والے بھی پڑھتے ہیں اور نہ سمجھنے والے بھی حصول ثواب اور رحمت و برکت کے لئے پڑھتے ہیں مگر افسوس کہ اس دور زوال میں ہم نے قرآن سے اپنا رشتہ کس طرح توڑ ڈالا ہے اور ہم قرآن سے کتنے دور ہیں' اور قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ اتنا بھی ہمدردانہ اور مخلصانہ نہیں جتنا ڈاکٹر کے نسخے' کسی دوست کے خط' رقعہ یا ٹیلی گرام' بجلی کے بل اور اراضی کی نقل کے ساتھ کہ اگر خود نہ پڑھ یا سمجھ سکیں۔ تو کسی سمجھدار سے سمجھے بغیر نیند نہیں آتی' سکون برباد ہوجاتا ہے۔ کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے۔ لیکن اللہ کا وہ آخری پیغام جو دنیا کے امن و آشتی' راحت و سکون' عدل و انصاف' مساوات' حفاظت و عصمت اور آخرت میں نجات کا ضامن ہے اس پر ایمان اور عقیدت و محبت رکھنے والے مسلمانوں کی بڑی تعداد نہ پڑھنے کی زحمت کرتی ہے اور نہ سمجھنے کی جس کی وجہ سے ہم مسلمان بھی اس کی برکتوں سے محروم ہیں اور ہماری وجہ سے باقی دنیا بھی۔ کیا ہم نے اپنے دوست کے خط کے ساتھ بھی ایسا سلوک کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر ہمارے علماء' دانشور اہل علم اور سربراہان اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے؟ اس مجرمانہ غفلت کا کیا جواز پیش کریں گے۔

آقائے دوجہان کا استغاثہ

قیامت کے دن حضور اکرم تارک قرآن کے خلاف یوں استغاثہ پیش کریں گے۔

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا (الفرقان ۳۰)

رسول عرض کریں گے اے میرے پروردگار بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا لہذا ہمیں اس ساعت اور وقت سے ڈرنا چاہیے کہ جب رسول ہمارے خلاف استغاثہ پیش کریں۔ اور ہم اللہ کی بارگاہ میں رسول کے سامنے شرمندہ کھڑے ہوں۔

باقی صفحہ ۳۱ پر

اسلامی تصوّف اور صوفیانہ ادب

تحریر: اے۔ جے۔ آربری
کیمبرج یونیورسٹی

دین اسلام میں جو روحانی تحریک چلی اسے تصوف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ صوفی ایسا مسلمان ہے جو اپنے آپ کو اپنے خالق کی قربت اور وصال کی سعی و جستجو کے لیے وقف کر دے۔ تصوف عربی زبان کا لفظ ہے جو صوف (معنی اون) سے نکلا ہے۔ اس زمانے میں جب دنیا دار لوگ ریشم و کمخواب میں ملبوس ہونے کو باعث فخر سمجھتے تھے، صوفیوں نے اپنی امتیازی شان قائم کرنے کے لیے اون یا پشمینہ کا کھردرا لباس زیب تن کرنا شروع کیا۔ جسے وہ علائق دنیا سے لاتعلقی اور مادی آسائشوں سے بیزاری کی ایک علامت سمجھتے تھے۔

خود پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ کے خالق حقیقی کے ساتھ روحانی تعلق میں   ایک صوفیانہ شعور کارفرما تھا۔ اور لفظ "صوفیانہ" ہی اس روحانی تجربہ کا بہترین طور پر اظہار کر سکتا ہے۔ جس کے وسیلے سے ذات احدی نے اپنے پیغمبر کے ذریعے اپنا نور انسان تک پہنچایا۔ قرآن مجید جو کہ رسول خدا پر نازل ہونے والی وحی سے ترتیب پانے والی کتاب ہے، اس میں متعدد مقامات پر صوفیانہ مضامین موجود ہیں۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں

۱۔ اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں۔ قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والی کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہیے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں تاکہ نیک راہ پر آئیں (البقرہ۔ آیت ۱۸۶)

۲۔ جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا۔ (الرحمٰن۔ آیت ۲۷)

۳۔ اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ (الاعراف۔ ۱۷۲) وہ زہد و ریاضت جو صوفیانہ تربیت کے لیے ضروری ہے وہ نہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ کی سیرت طیبہ کا حصہ تھی بلکہ آپ کے کئی صحابہ بھی ان صفات سے متصف تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی جب اسلامی فتوحات اپنے عروج پر تھیں اور روم اور ایران جیسی عظیم سلطنتوں کے زیر نگین آنے کے بعد مسلمانوں کے دنیوی مال و اسباب میں بے حد اضافہ ہوا تھا، راسخ العقیدہ مسلمان صحرا کی کٹھن اور سادہ زندگی چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے اور ان کا صوفیانہ مزاج قائم رہا۔ یہ حال سردار ان عرب کا تھا، اور عوام الناس ان کی تقلید کو قابل فخر سمجھتے تھے۔ لیکن رفتار زمانہ کے ساتھ یہ کیفیت بہت دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ جب فتوحات کا سلسلہ مزید وسیع ہوا اور انتظام و انصرام سلطنت کے امور پیچیدہ تر ہو گئے تو مسلمانوں کے زہد و تقویٰ پر دنیاداری کا رنگ غالب آنا شروع ہو گیا۔

آٹھویں صدی کے اواخر میں پرہیزگار مسلمانوں نے جو تمام تر ابتلاء اور آلائش دنیوی کے باوجود اسلام کی حقیقی روح سے وابستہ تھے اپنے آپ کو چھوٹے گروہوں کی صورت میں اکٹھا کرنا شروع کیا تاکہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مشترک مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں۔ ان لوگوں نے مادی آسائشوں کی دوڑ سے لاتعلقی اختیار کرنے اون پہننا شروع کیا اور یوں "صوفی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ تحریک سلطنت اسلامی کے مختلف حصوں میں بیک وقت مقبول ہوئی لیکن صوفیانہ تحریک کی ابتداء دراصل خود پیغمبر اسلام کے زمانہ مبارک میں ہو چکی تھی

جنہوں نے اپنے چچا زاد اور داماد حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنا خرقہ عطا فرمایا اور تمام اسرار روحانی سے آگاہ فرمایا اور دینی علم اور حکمت عطا فرمائی جو دنیا کے ہر علم اور حکمت پر فوقیت رکھتے ہیں۔ حضرت علی نے یہ خرقہ اور روحانی ورثہ اپنے چند مریدین کو عطا فرمایا اور یوں وہ روحانی سلسلے شروع ہوئے جن کی وساطت سے حقیقت کا علم نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ دوسری نمایاں ترین شخصیت حضرت سلمان فارسی کی ہے جن کا تعلق فارس یا ایران سے تھا اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے۔ سلمان اسلامی ایران کا پہلا صوفی تھا اور ان کی وساطت سے ایران میں صوفیاء کے بے شمار سلسلے چلے۔

تصوف اور ایران

صحرائے عرب اور سینائی کے علاوہ بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ اور بغداد ایسے شہر تھے جہاں صوفی تحریک کی ابتداء اور نشوونما ہوئی۔ عین اسی زمانے میں تصوف کے ایک غیر معمولی طاقت اور اہمیت کے حامل مکتبہ فکر کا آغاز خراسان کے شہر میں بھی ہوا۔ یہ شہر مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اولیائے ایران میں سب سے پہلی نیم تاریخی شخصیت حضرت ابراہیم ابن ادھم ہیں جو بلخ کے شہزادے تھے اور ان کا تصوف کی طرف مائل ہونے کا قصہ گوتم بدھ کے علائق دنیا سے کنارہ کش ہونے سے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے۔ ابراہیم نے روحانی ریاضت کے سلسلے میں بلخ سے شام تک کا سفر کیا اور ۷۸۰ میں بازنطینیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، آپ نے شام اور ایران کے بہت سے صوفیوں سے ملاقات کی تھی۔

ابراہیم ادھم کی حیرت انگیز مثال اگرچہ اپنی مثال آپ تھی مگر یہ واقعہ خراسان کے عظیم نابغہ روزگار صوفی ابو یزید بسطامی کے سامنے ماند پڑ گیا۔ ان کے احوال و اقوال ان کی عظیم روحانیت کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک طویل ریاضت اور مراقبے کے بعد وہ شعور کی ایسی منزل پر پہنچے۔ جہاں انہوں نے اپنی ذات کو ذات خداوندی میں فنا ہوتے ہوئے محسوس کیا۔ واحد کا واحد کی طرف یہ سفر معراج کی طرح کا تجربہ تھا۔ تصوف میں سکر کی روایت کا آغاز بھی ابو یزید بسطامی سے ہوا جس کے مدمقابل بغداد میں جنید کا مکتبہ فکر ہوشمندی کا داعی تھا۔ جنید جنہوں نے بایزید کی سرمستی پر تبصرہ کیا ہے آخراسی نتیجے پر پہنچے کہ انجام کار بندے کی خودی معبود کی عظیم تر خودی میں شامل ہوجاتی ہے لیکن ان حقائق کے اظہار میں انہوں نے احتیاط پسندی کا ثبوت دیا اور اپنے نقطہ نظر کو قرآن اور حدیث کے متعدد ارشادات کی "نو افلاطونی" تشریح کے ذریعے تقویت دی۔

دسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں روایت پسند مسلمانوں نے صوفیاء کے روحانی دعوؤں کی مخالفت اس وقت شروع کی جب ایرانی صوفی حلاج نے انا الحق کا نعرہ لگایا اور ۹۲۲ میں بغداد میں انہیں سولی پر لٹکایا گیا۔ اس واقعے کے بعد اکثر صوفیا نے مذہبی روایت پسندی کے ساتھ مصالحانہ رویہ اپنانا شروع کیا اور کئی ایسی کتابیں تصنیف کیں جن میں خالص اسلامی شریعت کے اصول کے مطابق صوفیانہ اقدار کی تشریح کی گئی۔ ایسے مصنفین میں السراج طوسی ابوبکر اور القریشی نیشاپوری شامل ہیں۔ السلامی کا تعلق بھی نیشاپور سے تھا جنہوں نے صوفیاء کی سوانح عمریاں لکھیں۔ جب کہ ابو نعیم نے جن کا تعلق اصفہان سے تھا صوفیاء کا سب سے بڑا تذکرہ "جواہر الاولیاء" کے نام سے تصنیف کیا۔

ان تمام مصنفین کی تصانیف عربی زبان میں تھیں۔ لیکن ایران میں سیاسی احیائے نو کے ساتھ ساتھ صفوی اور سامانی دور میں فارسی زبان کو فروغ حاصل ہوا اور گیارہویں صدی میں فارسی میں پہلی صوفیانہ تصنیف "کشف المحجوب" معرض وجود میں آئی جو القریشی کے مشہور "رسالہ" کی ہم پلہ ہے اسی اثناء میں الانصاری ہراتی نے جنہوں نے عربی میں پہلے ہی کئی قابل قدر کتابیں تصنیف کی تھیں فارسی کی طرف توجہ کی اور مشہور "مناجات" لکھی نیز السلامی کے "طبقات صوفیاء" کو بھی فارسی میں منتقل کیا۔

اسی دوران ابو سعید ابو الخیر نے جو ایک عظیم روحانی کمالات کے حامل بزرگ تھے اور عظیم فلسفی بو علی سینا سے بھی تبادلہ خیالات کیا کرتے تھے رباعی کو اپنی واردات روحانی کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ ان کے ہم عصر بابا طاہر عریان نے جو ایک درویش خدامست تھے رباعی کو اظہار کا وسیلہ بنایا اور محبوب حقیقی کے

حسن کو ایک ارضی محبوب کے پیرایے میں بیان کیا۔

اس صوفیانہ ادب کا مرکزی نکتہ عاشق (صوفی) کے اپنے معشوق (ذات خداوندی) سے قرب وصال کی تمنا تھا۔ یوں ایک اعلیٰ صوفیانہ ادب نے جنم لیا جس میں نہایت معنی خیز صوفیانہ علامات اور استعارے استعمال ہونے لگے۔ اس نئی روایت کا استعمال کرتے ہوئے احمد غزالی نے جو مشہور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کے برادر حقیقی تھے عربی زبان میں ایک نہایت عالمانہ اور فصاحت و بلاغت سے معمور کتاب "سوانح" تصنیف کی جس میں تصوف اور مذہبی روایت پرستی کے درمیان موافقت پیدا کرنے کی سعی کی تکمیل کی گئی ہے۔

سوانح میں عاشق، معشوق اور عشق کی تثلیث پر نہایت خوبصورت نثری اور منظوم افکار ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں اس روایت کی بعد ازاں عین القضات ہمدانی، عراقی اور جامی نے بھی پیروی کی۔

بارہویں صدی میں غزل کو بھی صوفیانہ خیالات کا اظہار کا ذریعہ بنایا گیا اسی طرح ناصر خسرو نے قصیدے کو بھی مذہبی موضوعات کے لیے استعمال کیا یوں عظیم فارسی صوفی شاعر سنائی کی شاعری کے لیے راستہ ہموار ہو گیا جس نے اپنی زندگی صوفیانہ نظام کی تبلیغ کے لیے وقف کر دی۔ قصیدہ غزل اور رباعی کو بھی تسلی بخش وسیلہ اظہار نہ سمجھتے ہوئے سنائی نے مثنوی کا سہارا لیا جس کی تقلید نظامی عطار، رومی اور بے شمار دیگر صوفی شعراء نے کی۔ سنائی کی حدیقۃ الحقیقہ دراصل نظم میں القریشی اور ہجویری کی نثری تصانیف کا اعادہ ہے۔ ان عظیم ادبی کاوشوں کے علاوہ ایک نئی روایت کا بھی آغاز ہوا اور سہروردی مقتول نے (جنہیں ۱۱۹۱ میں قتل کیا گیا) فلسفے کو خیرباد کہہ کر تصوف کا راستہ اختیار کیا اور افسانوی کتاب "قصہ ہائے بیدپائے" کی تصنیف کی جس میں کلیلہ ودمنہ کی روایت کو اختیار کیا گیا۔ اس تصنیف میں عربی شاعری اور قرآن سے حوالے دیئے گئے ہیں۔ ان کی تشریح میری تصنیف "کلاسیکل پرشین لٹریچر" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ ہمیں عطار کی عظیم کہانیوں، کی کتاب منطق الطیر کی یاد دلاتی ہے جس کا انگریزی ترجمہ فٹز جیرالڈ نے Bird Parliament کے نام سے کیا ہے۔

دریں اثناء صوفیاء کی طویل سوانح عمریاں لکھنے کا رجحان مقبول ہوا۔ چنانچہ السلامی نے بایزید بسطامی کی زندگی اور اقوال کو مرتب کیا۔ الدیلمی نے اپنے استاد ابن الخفیف شیرازی کی سوانح عمری مرتب کی جبکہ رومی کے عقیدتمندوں نے فیہ مافیہ کے نام سے اس عظیم صوفی کے شب و روز کی سرگزشت قلمبند کی۔ مزید برآں خود رومی نے اپنی خود نوشت معارف لکھی جس میں انہوں نے اپنے روحانی تجربات کا گراں قدر ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔ انہی کتابوں میں ایک کتاب عظیم صوفی شاعر فرید الدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء بھی ہے۔ عطار کی اس کتاب میں جن روایتی کتابوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے وہ یہ ہیں ۱۔ ابو جعفر محمد بن محمد الخلدی کی "حکایات المشائخ"۔ ۲۔ ابو نصر عبداللہ ابن علی السراج کی "کتاب اللمع"۔ ۳۔ ابو عبدالرحمن محمد ابن الحسین السلامی کی "طبقات الصوفیاء"۔ ۴۔ ابو نعیم احمد ابن عبداللہ الاصفہانی کی "حلیۃ الاولیاء"۔ ۵۔ ابوالقاسم القریشی کی "الرسالہ" اور ابوالحسن الہجویری کی "کشف المحجوب"۔

سلسلۃ الذہب / سند شریعت محمدیہ کما کان فی زمانہ

محمد اسماعیل کرسی

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جسکی حفاظت کا اللہ نے ہی ذمہ لے رکھا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے **نحن نزلنا الذکر وانہ لحافظون** ہم نے ہی ذکر قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ نیز فرمودات رسول کے من جانب اللہ ہونے کے بارے میں بھی قرآن نے گواہی دی ہوئی ہے **ما ینطق عن الھوی ان ھوا الا وحی یوحی** یعنی حضور پاک نے اپنی من پسند کوئی بات نہیں کی بلکہ آپ کے فرمان کے پس منظر میں وحی الٰہی ہے لہٰذا جہاں قرآن پاک کے بارے میں فرمایا بے شک یہ کتاب متقین کیلئے ہدایت ہے وہاں رسول پاک کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم** یعنی اے رسول ان لوگوں سے جو اللہ سے محبت کرنے کے دعویدار ہیں کہہ دیجئے کہ تم میری اتباع کرو تاکہ تمہارے گناہ بخشے جائیں اور اللہ تم سے محبت کرے۔ قرآن شناسی اور رسول شناسی ایک مسلمان کیلئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نجات کی راہ قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول کی اتباع میں ہے علماء کے علاوہ اور لوگوں سے قرآن شناسی اور رسول شناسی ممکن نہیں ہے مگر علماء کی پہچان کیلئے قرآن میں ایک واضح آیت موجود ہے جس میں فرمایا گیا ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** یعنی یقیناً بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔ پس اللہ نے اس شخص کو عالم ٹھہرایا جو خدا ترس ہو اور اسکے دل میں خدا خوفی کا جذبہ ہو۔

قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک اپنی اصل حالت میں بغیر کمی بیشی کے موجود ہے اور یہ ایک معجزہ ہے کہ قرآن تا قیامت بغیر تحریف کے رہیگا یہ الگ بات ہے کہ بدقسمتی سے امت محمدیہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی ہے اور اس گروہ بندی کا ایک سبب یہ رہا ہے کہ مختلف فرقوں کے پیروکاروں کے ہاں قرآن پاک کی آیات متشابہات اور اشارۃ النص کی تاویلات مختلف کی گئی ہیں اور کئی مقامات پر مختلف آیتوں کے شان نزول کے بارے میں مختلف گروہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے آئے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ احادیث نبوی کی تدوین میں معیار سند کو ملحوظ رکھے بغیر چند احادیث کو جب ایک گروہ صحیح قرار دیتا ہے تو دوسرا گروہ اسے غیر معتبر اور ضعیف سمجھ کر نظرانداز کرنے لگتا ہے پھر بھی یہ ایک حوصلہ افزاء بات ہے کہ ایسی حدیث کو جس کی سند راوی سے لیکر رسول کریم تک متصل ہو اور شروع سے آخر تک سند کا سلسلہ کہیں ٹوٹنے نہ پائے راویوں کی کوئی کڑی غائب نہ ہو' تمام راوی جانے پہچانے اور صدق فعال ہوں یہ حدیث کسی اور معتبر حدیث کی مخالف نہ ہو کوئی پوشیدہ سبب طعن اس میں موجود نہ ہو اور راوی میں اوصاف صداقت و عدالت بدرجہ کمال ہوں تو اس حدیث کو متفقہ طور پر صحیح لذاتہ کہا جاتا ہے۔ سارے مکاتب فکر کے ہاں اسلام کی تعلیم کا ماخذ متفقہ طور پر وحی ہے جس سے توحید رسالت ملا ئکہ اور کتب سماوی پر مسلمانوں کا بحد ایمان ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی سارے مسلمانوں کا جزو ایمان ہے کہ مرنے کے بعد سب لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے اور ان سے دنیا کے اعمال کے مطابق ان کا حساب ہوگا جن کے نیک اعمال ہوں ان کو خلد بریں میں جگہ ملے گی مگر کافروں' منافقوں اور گنہگاروں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ کلمہ شہادتین کا اقرار سارے مسلمان کرتے ہیں سارے مسلمان خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پنجگانہ پڑھتے ہیں ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مالی استطاعت حاصل کرنے کے بعد بیت اللہ کا حج ادا کرتے ہیں۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ امت کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے جس کا مداوا کرنے کے لیے آج سے چھ سو سال قبل سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے نہ صرف فکر کیا بلکہ عالم اسلام کے اتحاد کیلئے ایک [illegible] سید محمد نوربخش

نے مسلمانان عالم میں فروعی اختلافات ختم کرنے کیلئے "الفقہ الاحوط" اور اصولی غلط فہمیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے "رسالہ اعتقادیہ" لکھ دیا جو اس وقت بھی اتحاد بین المسلمین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ نے ایمان و بنائے اسلام کے ماننے والوں کو کسی فروعی مسئلے میں "اختلاف کی بناء پر کافر یا باطل کہنے سے سختی سے منع فرمایا ہے آپ نے فقہ الاحوط کے باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ایسے مسائل کے بارے میں جس میں امت مسلمہ کا اتفاق نہ ہو اور جن کے بارے میں کافی علم نہ ہو تمام مسلمانوں کو لب کشائی کرنے سے احتراز کرنے کا درس دیا ہے حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تعلیمات کی سند حسب ذیل ہے۔

۱۔ سید محمد نور بخش شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی خواجہ اسحاق ختلانی سے

۲۔ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی سید علی ہمدانی سے

۳۔ سید علی ہمدانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی محمود مزدقانی سے

۴۔ محمود مزدقانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی علاو الدولہ سمنانی سے

۵۔ علاو الدولہ سمنانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ نور الدین محمود اسفرائنی سے

۶۔ شیخ محمود نور الدین اسفرائنی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ احمد ذاکر جورجانی سے

۷۔ شیخ احمد ذاکر جورجانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ علی لالہ سے

۸۔ شیخ علی لالہ شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی نجم الدین کبری سے

۹۔ حضرت شیخ نجم الدین کبری شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ عمار بن یاسر بدیسی سے

۱۰۔ شیخ عمار یاسر بدیسی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی ابو نجیب سہروردی سے

۱۱۔ شیخ ابو نجیب سہروردی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ احمد غزالی سے

۱۲۔ شیخ احمد غزالی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابو[illegible] سے

۱۳۔ شیخ ابوبکر نساجی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابوالقاسم جورجانی سے

۱۴۔ شیخ ابوالقاسم جورجانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابو عثمان مغربی سے

۱۵۔ شیخ ابو عثمان مغربی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابو علی کاتبی سے

۱۶۔ شیخ ابو علی کاتبی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ جنید بغدادی سے

۱۸۔ شیخ جنید بغدادی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ سری سقطی سے

۱۹۔ شیخ سری سقطی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ معروف کرخی سے

۲۰۔ شیخ معروف کرخی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی حضرت امام علی رضا سے

۲۱۔ امام علی رضا شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام موسی کاظم سے

۲۲۔ امام موسی کاظم شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام جعفر الصادق سے

۲۳۔ امام جعفر الصادق شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام محمد باقر سے

۲۴۔ امام محمد باقر شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام زین العابدین سے

۲۵۔ حضرت امام زین العابدین شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی حضرت امام حسین شہید کربلا سے

۲۶۔ امام حسین شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام الاولیاء حضرت علی سے

۲۷۔ امام الاولیاء حضرت علی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ سے

رسول پاک کی تعلیمات جن راویوں سے حضرت شاہ سید محمد نور بخش نے نقل کی ہے وہ اپنے اپنے دور کے امام زمانہ اور بڑے بڑے عارف و صوفی تھے جن کی صداقت و عدالت معتبر تواریخ اور احادیث کی کتب سے ثابت ہے لہذا سید محمد نور بخش نے بجا طور کہا ان [illegible] ان اول اختلاف من بین ھذہ الامت اولا ۔

غلام حسن نوربخش

احوال و آثار شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام سری کنیت ابوالحسن بعض کے نزدیک ابوالحسین اور والد کا نام مغلس تھا۔ چونکہ آپ کباڑی کی دوکان چلاتے تھے اس لیے بغداد بھر میں سقطی یعنی کباڑ فروش کے نام سے معروف تھے۔ کباڑی کے ذریعے رزق حلال کمانے کے ساتھ ساتھ آپ شیخ الوقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ نیز آپ حضرت امام علی رضا اور امام محمد تقی علیہ السلام سے بھی فیضیاب ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ اس دور کے مشہور عارف حضرت حبیب راعی، ابوالفتح علی الموصلی، بشیر حافی اور ذوالنون مصری سے بھی اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔

اساتذہ

آپ کے حالات اور تعلیمات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اچھی تعلیم پائی تھی۔ چونکہ آپ کا دور خلافت بنی عباس کا سنہری دور ہے اس زمانے میں بغداد علوم و فنون کا مرکز ہی نہ تھا بلکہ علم و فضل والوں کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے دنیا کے کونے کونے سے بغداد آتے اور اپنے اپنے فن اور مہارت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ علماء و فضلاء کی کثرت، حکمرانوں اور امراء کی علم پروری نے بغداد کو عروس البلاد بنا دیا تھا۔ گلی گلی اور کوچے کوچے میں علم و فن کا چرچا تھا۔ اس علمی ماحول میں حضرت سری سقطی نے بھی مروجہ علوم سے کافی حصہ پایا تھا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں حضرت معروف کرخی کے سوا کسی اور استاد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور حضرت معروف کرخی، آپ کے روحانی استاد، مرشد اور شیخ طریقت تھے۔

مریدین

آپ جس پائے کے شیخ طریقت تھے اس لحاظ سے آپ کے مرید بھی کثیر تعداد میں تھے جنہیں آپ روحانیت کی تعلیم اور تصوف اور سلوک کی تربیت دیتے تھے تاہم آپ کے مریدین میں سے درج ذیل بہت مشہور ہیں۔ ۱۔ حضرت ابوالحسن نوری۔ ۲۔ حضرت ابوالحسن محمد ابن اسماعیل خیر النساج۔ ۳۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور۔ ۴۔ حضرت ابوسعید احمد بن الخراز۔

کلمۃ الثناء

مختلف بزرگوں نے آپ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں بعض مناقب پیش کیے جاتے ہیں۔

۔ عطار نیشاپوری

شیخ وقت حضرت سری سقطی اہل تصوف اور اہل شوق کے امام تھے، رموز و اشارات میں یگانۂ روزگار تھے۔

۔ میر سید محمد نوربخش

دگر شیخ صوری و جح عش سری است
کہ در شہر معنی ورا سروری است

۔ عبدالرحمن جامی

زہد و تقویٰ، بندگی، خوف، خشوع، خشوع میں آپ انتہائی درجہ رکھتے تھے معاصرین میں کوئی بھی آپ کے برابر مقام نہ رکھتا تھا۔

۔ قاضی جان محمد قدسی

نسبت ہو دا سری سقطی
عارف حق حبیب اعظمی

۔ نور اللہ شوستری

آپ جنید بغدادی کے ماموں و استاد اور تمام اولیائے بغداد کے استاد ہیں اور معروف کرخی کے شاگرد رشید ہیں

- معصوم علی شیرازی

آپ طبقہ اول کی "سری" شخصیت ہیں جن سے طبقہ ثانیہ کے مشائخ وابستہ ہیں۔ آپ کو امام اہل تصوف بھی کہتے ہیں۔ مراتب علم و عمل و خلق و ایثار اور شفقت میں فریدہ حق ہیں

- میر ولی الدین

آپ حضرت معروف کرخی کے مرید تھے۔ مقتدائے زمان و شیخ وقت اور امام اہل تصوف تھے۔ اصناف علم میں کامل تھے

- علی قوچی

ابوالحسن سری بن المغلس السقطی امام اہل تصوف ابوالحسن سری بن مغلس السقطی امام تصوف و در اصناف علم بکمال بودہ و یگانہ روزگار خود تھے۔ اصناف علم میں اہل یگانہ روزگار تھے۔

- شفیع الدین قادری

خواجہ سری سقطی پیر ما اعتقادش مایہ تجمیر

فیضیاب از نعمت معروف بود و رتمامی وصف با موصوف بود

رحمت حق باد بر خدام او

در فرادیس الحلی آرام او

- رشید احمد ارشد

سری سقطی اور جنید بغدادی تمام اہل بغداد کے استاد ہیں۔ پرہیزگاری اور علم توحید میں یکتائے زمانہ تھے۔ بغداد کے اکثر پیران طریقت کی نسبت آپ تک پہنچتی ہے۔

- ضیاء الحسن فاروقی

حضرت سری سقطی ایک بڑے عالم تھے اور تصوف میں بڑی عظمت والے تھے۔ مشائخ عراق میں بیشتر ان کے مرید تھے۔

- تصوف کی جانب رجوع

انسان خطا و نسیان کا پتلا اور نفس و شیطان کا غلام ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں جن سے پاکیزہ باطن والے متنبہ ہو جاتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں لغزشوں اور خامیوں کو دور کرنے میں لگ جاتے ہیں ... بد باطن اور بد قسمت لوگ پھر بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔

حضرت سری سقطی کباڑی کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دفعہ بغداد کے اس بازار میں آگ لگ گئی جس میں آپ کی دکان تھی۔ آگ کی شدت اس قدر تھی کہ سارا بازار جل کر خاکستر ہو گیا جب آگ بجھ گئی لوگ بازار دیکھنے گئے تو دیکھا کہ صرف آپ کی دکان جلنے سے محفوظ ہے۔ باقی چاروں طرف کی دکانیں جل گئیں۔ حافظ حقیقی کا یہ کرم دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے۔ اور آپ نے ازراہ مسرت سے سارا سامان درویشوں کو دے کر راہ تصوف اختیار فرمایا

ریاضت

کسی بھی کام کیلئے عزم و ارادے کے بعد ریاضت نہایت ضروری ہے۔ جس کے بغیر کامیابی ممکن ہی نہیں۔ میر سید محمد نور بخش نے فرمایا ہے کہ

اگر باب ریاضت بر آوری غسلی

تمام کدورت دل را صفا توانی کرد

یعنی اگر دل کی صفائی (تصفیہ قلب) چاہتے ہو تو اسے ریاضت کے پانی سے دھونا چاہیے۔ ریاضت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔

حضرت سری سقطی بھی بہت ریاضت کرتے تھے۔ حضرت جنید بغدادی کا بیان ہے کہ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ ان کے برابر کسی کو ریاضت میں کامل نہیں دیکھا۔ آپ نے ۹۸ سال تک زمین پر پہلو نہیں رکھا۔ مرض الموت میں ایک دفعہ فرمایا کہ میرا نفس چالیس سال سے شہد کھانے کیلئے مانگ رہا ہے مگر میں نے اس کو دیا نہیں

آپ نے دکان پہ ایک پردہ لٹکا رکھا تھا اور اس کے پیچھے روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

کرامات

ریاضت کرنے سے آدمی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کا حامل بن جاتا ہے۔ گویا گوں ریاضت و مجاہدے آدمی کو کندن بنا دیتے ہیں۔ ان ریاضات میں نفلی نماز، زہد و تقوی، مراقبہ، خلوت نشینی، اوراد و وظائف، ذاتی سیاحت عالم، زیارت

اہل اللہ، شفقت علی خلق اللہ، وعظ و ہدایت وغیرہ شامل ہیں۔ ان ریاضات سے آدمی میں خاص قسم کی روحانی قوت پیدا ہوتی ہے۔

جنید بغدادی سے روایت ہے کہ ایک بار ہمارے استاد سری سقطی بیمار پڑ گئے۔ ہمیں اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ اور نہ جان سکے کہ کونسی دوا دی جائے لوگوں نے ایک طبیب حاذق کا پتہ بتایا۔ ہم اپنے استاد کا قارورہ لیکر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے تھوڑی دیر غور سے قارورہ کو دیکھا اور مجھ سے کہا میرا خیال ہے کہ یہ کسی عاشق کا قارورہ ہے۔ حضرت جنید نے کہا کہ یہ سن کر میں نے چیخ ماری قارورہ میرے ہاتھ سے گر گیا۔ اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا اور سری کے پاس آکر واقعہ سنایا وہ مسکرائے اور طبیب کی مہارت اور ذہانت کی تعریف کی۔ بعد میں طبیب کو بتلایا گیا کہ وہ سری سقطی کا قارورہ تھا تو طبیب یہ دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔

ابو عبداللہ جلاء کا بیان ہے کہ میں ایک دن سری کے گھر میں تھا۔ جب کچھ رات گزر گئی تو سری نے کپڑے تبدیل کیے میں نے پوچھا اس وقت کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا میں فتح موصلی کی عیادت کو جا رہا ہوں چنانچہ آپ چلے گئے۔ لیکن کوتوال نے آپ کو گرفتار کر کے زنداں میں قید کر دیا۔ صبح حاکم نے قیدیوں کو مارنے پیٹنے کا حکم دیا۔ جلاد آپ کو مارنا چاہتا تھا مگر ہاتھ ہلا تک نہ سکا حاکم نے پوچھا تم کیوں نہیں مارتے۔ اس نے کہا میرے سامنے ایک آدمی آیا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار اس کو مت مارو۔ اس کے یہ کہنے سے میرا ہاتھ بے جان ہو جاتا ہے۔ انہوں نے دیکھا تو فتح موصلی وہاں کھڑا تھا۔ چنانچہ آپ کو چھوڑ دیا گیا۔

اجابت دعوات میں بے مثال تھے۔ علی بن عبدالحمید ۲۰ سال تک ریاضت میں کھڑے رہے۔ کسی نے ان سے کہا کہ یہ آپ نے کس سے سیکھا ہے انہوں نے کہا کہ سری سے سیکھا ہے۔ ایک بار میں ان کے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون ہو میں نے کہا ایک آشنا ہوں۔ جواب ملا کہ اگر آشنا ہوتا تو آشنا کے ساتھ مشغول ہوتا ہمارے پاس کیوں آتا۔ پھر دعا کی کہ اے اللہ! اسے تیرے خیال میں مشغول رکھ۔ اور کسی کی اسے پروانہ ہونے دے۔ اس دعا کا اثر ہے کہ میرے دل میں کوئی چیز [illegible] اور اس کا [illegible] اس حد تک

پہنچا ہے جو تو دیکھ رہا ہے۔

حضرت سری سقطی کی ہمشیرہ نے آپ کے گھر کی صفائی کرنا چاہی مگر آپ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ ایک دن آپ کی ہمشیرہ نے دیکھا کہ کوئی بوڑھی عورت آپ کے گھر کی صفائی کر رہی ہے۔ ہمشیرہ نے آپ سے کہا کہ بھائی جان آپ نے مجھے کیوں صفائی کرنے کو نہ کہا اور صفائی کی اجازت کیوں نہ دی؟ اور آپ نے ایک غیر محرم کو بلا کر صفائی کیوں کروائی؟ آپ نے فرمایا اے میری ہمشیرہ! دل کو قابو میں رکھ، غم کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بوڑھی عورت دنیا ہے۔ جو ہمارے عشق میں جل گئی تھی اور ہم سے محروم تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے صفائی کرنے کی اجازت مل گئی۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس گرم تھی۔ اتنے میں خلیفہ وقت کے ایک مصاحب۔ احمد نام بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادھر سے گذرا۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے کہ "تمام کائنات میں انسان سے زیادہ ضعیف و کمزور کوئی شے نہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار بھی نہیں" ۔ یہ بات تیر کی طرح احمد مصاحب کے جان و جگر پر لگی۔ اور روتا ہوا گھر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر آیا۔ مگر وہ شان و شوکت نہ تھی۔ تیسرے دن درویشوں کا لباس پہنے آیا۔ اور کہا کہ آپ کی بات نے میرے دل پر نشتر کا کام کیا ہے۔ اور محبت دنیا کو سرد کر دیا ہے۔ میں خدا کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ راستہ بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دو راستے ہیں۔ ایک عام اور دوسرا خاص۔ احمد نے کہا کہ دونوں راستے بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ عام راہ شریعت کی ہے۔ شریعت حقہ کی پابندی کرو۔ اور خاص راہ طریقت کی ہے۔ پابندی شریعت کے علاوہ دنیا کو بھی ترک کر دو۔ یہ سن کر مصاحب جنگل کو نکل گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بوڑھی عورت نہایت غمزدہ آپ کے پاس آئی۔ اور کہا کہ میرا نوجوان خوبصورت بیٹا کچھ دنوں سے غائب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ سوائے خیر کے اور کچھ نہیں۔ جب وہ آئیگا تو میں تم کو اطلاع دوں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد احمد درویشانہ حالت میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کی والدہ کو اطلاع دی۔ تھوڑے عرصے میں اس کی [illegible] اور بچے آ گئے۔ احمد نے [illegible]۔ یا شیخ آپ نے [illegible]

(جاری ہے)

بقیہ : خبریں

کراچی میں یوم شہادت حضرت علی اکبر کا انعقاد

آٹھ محرم الحرام بمطابق ۱۹ جون ۱۹۹۴ء کو شہادت حضرت شاہ علی اکبر کے سلسلے میں سرکی ہاؤس عوامی کالونی کورنگی کراچی میں ایک مجلس منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرک کراچی یونٹ نے کیا تھا۔ مجلس میں عوامی کالونی سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، ممتاز عالم دین جناب عبدالحلیم صاحب نے شہادت حضرت علی اکبر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ علی اکبر کی شہادت تمام نوجوانان اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے میدان کربلا میں جس طرح دین اسلام کی بقاء اور سلامتی کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ وہ اہل اسلام کے دلوں پر نقش رہے گا۔ انہوں نے فلسفہ شہادت امام حسین بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ شہادت امام حسین کا پیغام عملی جدوجہد کا پیغام تھا۔ محبت حسین اور نسبت حسین کو رسمی نہ رہنے دیا جائے۔ بلکہ اسے عمل اور حقیقت میں بدل دیا جائے۔ اور حقیقی زندگی کے طور پر اپنا لیا جائے۔ یہی نسبت اور تعلق ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہے

روح حسین آج ہم سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میری محبت کا دم بھرنے والوں میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میری محبت رسمی تو ہے یا میری محبت میں آج پھر تم کوئی معرکہ کربلا برپا کرتے ہو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میری محبت میں آج تم پھر وقت کے یزیدوں کو للکارتے ہو یا نہیں، روح حسین آج پھر دریائے فرات کو رنگین دیکھنا چاہتی ہے۔ روح حسین دیکھنا چاہتی ہے کہ کون اسلام کا جھنڈا سربلند کرتے ہوئے تن من دھن کی بازی لگاتا ہے حسینیت کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں جہاں یزیدیت کے کردار کا نام و نشان نظر آئے حسینی لشکر کے غلام اور فرو بن کر یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کیا جائے۔ اس کے لیے خواہ اپنا مال اپنی جان اور اپنی اولاد ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے۔ الغرض معرکہ کربلا تاریخ انسانیت کی ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے تا ابد اسلام کے شعائر میں داخل فرمادیا دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

غلام رضا شاہین پریس سیکرٹری

تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرسیک کراچی یونٹ

ریاض الاولیا ہاؤس کا افتتاحی تقریب

تنظیم ریاض الاولیاء صوفیہ نور بخشیہ کورو مقیم کراچی کے زیر اہتمام مسافر خانے کا سنگ بنیاد ریاض الاولیاء ہاؤس کے نام سے رکھا گیا جو کہ تنظیم کے روح رواں بوا موسیٰ و تنظیم کے دیگر مختلف کارکنان کی مخلصانہ خدمات کے باعث قلیل عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ افتتاحی تقریب کورو کے نور بخشیہ نوجوانوں کے علاوہ این وائی ایف منگھو پیر یونٹ کے کارکنان واحاطہ شاہ ہمدان مسجد کے لوگوں نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلہائے عقیدت پیش کیے گئے اس کے بعد تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا

تقریب کی صدارت فدا حسین نعیم نے کی۔ مہمان خصوصی حاجی محمد حسین درویشی صاحب تھے۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض علی شریف سابقہ صدر۔ ایف وائی ایف منگھو پیر یونٹ نے انجام دیئے۔ مقررین سے خطاب کرتے ہوئے مخلص کارکن غلام محمد فکری صاحب نے اتفاق و اتحاد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں کوئی شے ناممکن نہیں۔ اگر ہمارے اندر خلوص و ہمدردی اور اتفاق و اتحاد کا جذبہ موجود ہو۔ این وائی ایف منگھو پیر یونٹ کے نائب صدر اخوند غلام مہدی صاحب نے تنظیم ریاض الاولیاء کے کارکنوں کی بے لوث خدمات کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ محدود وسائل کے باوجود قلیل عرصے میں تنظیم کو فعال بناتے ہوئے مسافر خانہ کی تعمیر ایک خوش آئند بات ہے جو این وائی ایف منگھو پیر یونٹ کے لیے

انتہائی مسرت کا باعث ہے۔

تقریب کے مہمان خصوصی جناب حاجی محمد حسین درویش صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ اس سے بڑھ کر ہمیں خوشی کیا ہو گی کہ اللہ کے فضل و کرم سے شاہ ہمدان کے نام سے منسوب شدہ جامع مسجد منگھو پیر کے احاطے میں بلتستان کے دور افتادہ اور مختلف قریوں اور بستیوں میں آباد امیر کبیر و شاہ سید نے پیرو کاران کے مسکن بن چکے ہیں۔ انہوں نے شرکاء محفل پر زور دیا کہ ہمیں بردباری کا مظاہر کرتے ہوئے اپنی صفوں میں اتفاق و اتحاد کو قائم و دائم رکھنا چاہیے۔ اسی میں ہم سب کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ آخر میں دعائیہ کلمات سے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔ آخر میں تنظیم کے نائب صدر فدا حسین نعیم صاحب نے تنظیم کی کارکردگی پیش کی اور تقریب میں شرکت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ محمد علی مروزی سیکرٹری نشرواشاعت تنظیم ریاض الاولیاء کراچی

جناب محمد حسن دلشاد کا دورہ بلتستان

مورخہ ۶ مئی ۱۹۹۳ء بروز جمعہ کو تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سریک کراچی یونٹ کے صدر جناب محمد حسن دلشاد کے اعزاز میں سریک ہاؤس میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ یاد رہے محمد حسن دلشاد ایک مہینے کے دورے پر بلتستان تشریف لے گئے تھے۔ اپنے اس دورے کے دوران انہوں نے تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سریک کے مرکزی صدر جناب عبدالرحمان صاحب سے ملاقات کی اور مختلف تنظیم امور پر ان سے صلاح مشورے کیے۔ مرکزی صدر نے محمد حسن کی قیادت میں کراچی یونٹ کی گذشتہ شاندار خدمات کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ کراچی یونٹ بھی اپنی ان کوششوں کو جاری رکھے گی۔ جو وہ مذہب حقہ کی ترقی و ترویج کے لیے کر رہی ہے۔ انہوں نے مرکزی کابینہ کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ اپنے دورے کے دوران انہوں نے ضلع گانچھے کا تفصیلی دورہ کیا۔ دورہ کے دوران خپلو میں پیر نور بخشیہ اور ممتاز عالم دین مفتی عبداللہ سے ملاقات کی۔ اور مختلف مذہبی امور کے علاوہ ملت نور بخشیہ کو درپیش موجودہ چیلنجوں پر تفصیلی بات چیت کی۔ علاوہ ازیں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے ایک وفد نے بھی ان سے ملاقات کی۔ ملاقات میں تنظیمی امور اور باہمی دلچسپی کے موضوع پر بات چیت کی گئی۔ این وائی ایف کے رہنماؤں نے تنظیم نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سریک کی شاندار کارکردگی اور ملت نور بخشیہ کی ترویج کی ترقی کے لیے منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور آئندہ عمل تعاون کا اعلان کیا۔ دریں اثنا محمد حسن دلشاد نے موضع شیلا اور چندہ میں سر گرم عمل تنظیم کے یونٹوں کا دورہ بھی کیا۔ اور ان کی گذشتہ کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے علاوہ شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی تنظیم نو بھی کی۔ اور مدرسہ شاہ ہمدان سریک کا تفصیلی دورہ بھی کیا۔ اور وہاں درس و تدریس کے نظام کا جائزہ لیا۔

تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سریک کراچی یونٹ کے عہدیداروں، کارکنوں اور رضاکاروں نے محمد حسن دلشاد کو بلتستان کے کامیاب دورے پر مبارک باد پیش کی۔

غلام رضا شگری پریس سیکرٹری تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ کراچی یونٹ

بقیہ : مراد کا دورہ

بخشیہ جناب سید محمد شاہ نورانی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ بلحت کندوس سے واپس آکر شہ بروم کا بھی دورہ کیا اس موقع پر انہوں نے وہاں کے سرکردگان و عہدیداران این وائی ایف سے ملاقات کی۔ اور این وائی ایف شہ بروم یونٹ نے ایک ہنگامی میٹنگ کے ذریعے لوگوں کو جمع کرکے اپنے اپنے مسائل سے مرکزی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان کو آگاہ کیا۔ مراد علی نے یہاں کے عہدیداروں کے اپنے اپنے فرائض منصبی کے بارے میں سمجھایا۔ آخر میں ضلع گانچھے چار یونٹوں کے مسائل سے ضلعی مرکز این وائی ایف خپلو کو آگاہ کیا۔

حضرت علی غیر مسلموں کی نظر میں

محمد عبداللہ گلشن بکری

حضرت علی حضرت ابو طالب کے فرزند ارجمند اور پیغمبر مصطفیٰ کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد امیر المومنین حضرت علی کی والدہ ماجدہ تھیں۔ حضرت علی کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت بھی خانہ خدا (مسجد کوفہ) میں ہوئی یہ دو منفرد خصوصیات صرف مولیٰ حضرت علی کو حاصل ہیں۔ حضرت علی کی پرورش و تربیت حضرت محمدؐ نے کی حضرت علی کی ساری زندگی پیغمبر اکرم کے ساتھ گزری۔ حضرت علی نے ہر میدان جنگ میں اپنی قوت اور طاقت کے جوہر دکھائے۔ آپؐ کے مقابلے میں دلیر سے دلیر شخص بھی نہیں آتا تھا۔ حضرت علی کی شخصیت میدان کارزار میں اسلام کی طرف سے جہاد کے موقع پر ایک بہادر کمانڈر، نڈر مجاہد اور ماہر سپہ سالار کی سی نظر آتی ہے۔ جو لباس جنگ جسم پر سجائے ہوئے اپنی فوج کے سامنے فنون جنگ باریکیوں کی اور فتح و پیروزی کے رموز کی اس طرح تشریح کناں ہے۔ کہ گویا اسے تمام عمر سوائے میدان کارزار اور فنون حرب کے کسی اور کام سے سروکار ہی نہیں رہا اور پھر وہی ذات والا صفات مسند قضاوت و انصاف پر بہترین قاضی اور معاملات کی تہہ تک پہنچ جانے والا ماہر ترین منصف اور محراب عبادت میں بزرگ ترین اور شفیق ترین معلم اخلاق بھی نظر آتی ہے۔

انگریز مورخ فلسفی تامس کارلائل مولود کعبہ حضرت علی کی تاریخ شخصیت کے بارے میں کہتا ہے ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ علی کو دوست رکھیں اور ان سے عشق کی حد تک محبت کریں کیونکہ وہ عالی قدر اور عظیم الشان جوانمرد تھے جن کے سرچشمہ وجود سے نیکیاں اچھائیاں اور خوبیاں جوش مارتی ہوئی ابلتی تھیں اور ان کے دل سے جوش شجاعت، جو مہربانی و پاکیزگی کا پہلو لیے ہوئے اور انسانی نرم و نازک جذبات شفقت اور مروت و نرم دلی سے بھرپور اور معمور تھا۔ عیسائی مورخ جارج برداق جس نے شخصیت و مکتب حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی تحلیل و تشریح کے سلسلے میں پانچ جلدوں میں ایک تاریخی و ادبی شاہکار تحریر کیا ہے اس طرح رقم طراز ہے تاریخ کے نزدیک خواہ پہچانو یا نہ پہچانو نامور ترین شخصیت حضرت علی ابن ابی طالب ہی ہیں

میخائل نعیمہ عرب کے عیسائی مورخ فلسفی اور ادیب ہیں۔ امیر المومنین علی ابی طالب کے بارے میں کہتے ہیں ایک تاریخ نویس کتنا ہی قابل و ہنر مند ہو شخصیت علی اور ان کے پر آشوب زمانہ اور فتنہ انگیز ماحول کی کامل تصویر کشی ہرگز نہیں کر سکتا چاہے وہ ہزاروں صفحات اس سلسلے میں لکھ ڈالے کیونکہ عرب کے اس کامل اور باکمال مرد نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان کی شخصیت کی جو تصویر بھی ہم کھینچیں گے وہ لامحالہ نامکمل اور دھندلی ہوگی ان کی اس عظمت و بزرگی کو اگرچہ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن عظمت علی ہمیشہ ہمارے لیے بیش بہا خزانہ ثابت ہو سکتا ہے جب بھی ہمیں شائستہ و سربلند زندگی گزارنے کی ضرورت محسوس ہو اور خواہش پیدا ہو تو ہم اس روح پر جوش و خروش کے ساتھ غیبی مدد حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ وہ فکر و اندیشہ سے ختم نہ ہونے والا عنصر ہر زمانہ اور ہر جگہ موجود اور کار تمدن بخش ہے

(علیؑ والقومیہ العربیہ)

فرانس کا مورخ و محقق بارون کاردوار اپنی مستند کتاب الامام علیؑ میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ وہ شجاع بے نظیر اور دلیر بے مثال اور نڈر و بے باک شہسوار میدان شجاعت تھے جو پیغمبر اکرم کے پہلو میں دشمن سے جنگ کرتے تھے اور ایسے پسندیدہ

معجزاتی کام سرانجام دیتے تھے جن کو تاریخ میں نہایت شان و عظمت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے آپ نے معرکہ جنگ بدر میں جبکہ آپ ایک دس سالہ نوجوان تھے اپنے توانا بازو کی طاقت سے اپنی شمشیر آبدار کی صرف ایک ضربت سے سرداران قریش میں ایک شخص کو جو خود بڑا تنومند اور مشہور پہلوان تھا دو ٹکڑے کر دیا جنگ احد میں پیغمبرؐ کی تلوار ہاتھ میں لی اور پھر جنگ کی۔ تلوار کے ایک ایک وار میں کتنے ہی رومیوں اور جوشنوں کے جسموں کو چاک و شگافتہ کر دیا اور جنگ خیبر میں یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کے موقع پر قلعے کے آہنی اور بے حد سنگین دروازہ کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ لیا اور اسے سر پر سپر بنا لیا پیغمبر اسلام آپؑ کو بہت دوست رکھتے اور آپ پر کامل اعتماد کرتے تھے۔

نرلیسیان جو کچھ عرصہ قبل بغداد میں برطانوی سفارتخانہ کے اطلاعات کے شعبے میں مامور تھا اور خود بھی مسیحی دنیا کے فاضلوں مفکروں اور سیاست دانوں میں شمار ہوتا ہے حضرت علیؑ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر یہ عظیم خطیب علیؑ ابن ابی طالب ہمارے زمانے میں موجود ہوتا اور آج بھی مسجد کوفہ کے منبر پر قدم رکھ دیتا تو تم دیکھ لیتے کہ مسجد کوفہ اتنی طویل و عریض ہونے کے باوجود یورپ کے سرداروں اور بزرگوں (علماء و فضلا مسیحی) سے چھلک جاتی اس لیے کہ سب کے سب یہاں حاضر ہوتے تاکہ آپؑ کے علم و دانش کے بحر مواج سے اپنی روحوں کو سیراب کریں لیکن دنیائے انسانیت کے کچھ دشمن عناصر نے آپؑ کو مسجد کوفہ میں شہید کر دیا۔

جب ابن ملجم آپؑ کو ضرب لگا چکا تو آپ نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا دنیا کے خواہش مند نہ ہونا' اور دین اسلام کی خدمت کرتے رہنا یہ وصیت صرف حضرت امام حسن اور امام حسین کے لیے نہیں ہے بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت علی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام اور شریعت محمدی پر پابند رہنے کی توفیق فرمائے آمین ثم آمین۔

بقیہ : سلسلۃ الذہب

الفروع و ابن الشریعۃ محمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ او نقصان

چونکہ حضورپاک کے زمانے میں امت مسلمہ میں کوئی اختلاف نہیں تھا لہذا اختلاف امت کو رفع کرنے کیلئے دور رسول ہی کی شریعت کا نفاذ ضروری ہے۔

حادثات زمانہ اور فتنہ دوراں سے اہل تصوف الگ تھلگ رہ کر دین رسول کی آبیاری کرتے رہے اور رسول پاک کی تعلیمات ان کے خلفاء ایک دوسرے کو سینہ بہ سینہ منتقل کرتے آئے یہاں تک کہ سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے انہیں کتابی شکل دے کر تدوین کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا انکے خلفاء کی گو علمی لحاظ سے اتنی استطاعت نہیں تھی جو سید محمد نوربخش اور انکے پیش رووں کو حاصل تھی مگر سید محمد نوربخش کے بعد بھی سلسلہ ذہب کے پیران طریقت راہ اعتدال پر گامزن رہے ہوئے قائدین صوفیہ نوربخشیہ کی تصانیف کو سنبھالتے چلے آرہے ہیں جو اس وقت بھی اتحاد عالم اسلام کیلئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارا بھی معیار الہامی تعلیمات کی حفاظت کرنا اور اپنی ذاتی اغراض اور انانیت سے بالاتر ہو کر دین رسول کی ترویج جاری رکھنا بنے۔ یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمان اسفرائنی نے فرمایا

سخن آن بہ کہ بے ہوس باشد

وہی بات اچھی ہے جس میں جو من پسند نہ ہو۔ امت مسلمہ میں رفع اختلافات کیلئے سید محمد نوربخش کی تعلیمات اسلئے کارگر ہیں کہ یہ تعلیمات آنحضور سے بغیر کمی بیشی کے ان تک منتقل ہوئے۔

مصطفےٰ برساں خویش راکہ دین ہمہ اوست

اگر چہ بہ او نہ رسیدی تمام ابولہبی ست

امت مسلمہ کے اتفاق کیلئے جو تعلیمات مفید ہوں وہ کسی صورت اختلاف کی وجہ نہیں بن سکتیں مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تعلیمات کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے اور تحریفات سے ان کو پاک رکھنے کیلئے چوکس رہیں میرے خیال میں اگر ہم اپنے مابین اختلافات کو رفع کرنے کے سلسلے میں مخلص ہوں تو ہمیں سلسلہ ذہب کے بزرگان کے اصل قلمی نسخہ جات کی حفاظت اور انکے صحیح اور معیاری ترجمے شائع کرنے کیلئے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیائے سائنس

حقیقت کائنات۔ سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

یاد رہے کہ دنیا کے دیگر قدیم مذاہب میں بھی تخلیق کائنات کے متعلق کئی قصے کہانیاں موجود ہیں مثلاً یونانی دیو مالا، ہندو مت، تبتی مذاہب بون اور لامائیت کے تصورات۔ یہ تصورات اگرچہ دلچسپ ہیں مگر حقیقت سے بعید اور محض تخیل کی پیداوار ہیں چنانچہ اب ہم جدید علوم کی طرف آتے ہیں اور علم فلکیات اور سائنس کی روشنی میں اور جدید آلات کی مدد سے کئے گئے مشاہدوں کے نتیجے میں حاصل شدہ معلومات درج کرتے ہیں۔

ان حقائق کے مطالعے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ سچائی کے اظہار کے دو ذریعے ہیں۔ پہلا ذریعہ یعنی مذہب الہامی ہے اور اس میں اجمال اور انتصار کے ساتھ تمام ابدی حقیقتوں کو دریا کو کوزے میں بند کرنے کی مثال سمیٹا گیا ہے جبکہ سائنس ذہن انسانی کے مشاہدہ فطرت اور اس میں غور و فکر کے نتیجے میں حاصل ہونے والی تفاصیل کا نام ہے۔ مضمون کے اس حصے میں ہم نظام شمسی، کہکشاؤں کے نظام اور کائنات کی تخلیق اور اس میں دم بدم رونما ہونے والی تبدیلیوں کا اجمالاً ذکر کریں گے

حیرت کدہ کائنات

بچپن میں ہم سوچتے تھے کہ آسمان انہی پہاڑوں پر ٹکا ہوا ہوگا جو ہماری وادی کو گھیرے کھڑے تھے۔ بڑے ہو کر جب علم جغرافیہ سے شناسائی ہوئی تو کرہ ارض کی وسعت کا اندازہ ہوا لیکن وسعت کائنات کا حیران کن انکشاف علم فلکیات کی ابجد پڑھنے کے بعد ہی ہو سکا۔ یہ کائنات اتنی وسیع و عریض ہے کہ ایک عام آدمی کے ذہن کی رسائی اس کی معلوم وسعتوں تک بھی ہونا ناممکن ہے۔

کسی مغربی مفکر کے اندازے کے مطابق اس کائنات میں ہماری دنیا کی حیثیت دنیا کے تمام ساحلوں پر موجود ریت کے دانوں میں سے ریت کے ایک دانے کی سی ہے۔ چونکہ بحیثیت مسلمان زمین، آسمان کی پیدائش میں غور و خوض کرنا ہمارے لیے حکم خداوندی ہے اور نص قرآن سے اس کی اہمیت ثابت ہے اس لیے ہم قارئین نوائے صوفیہ کی خدمت میں سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات کے مشاہدات سے حاصل شدہ معلومات مختصراً پیش کر رہے ہیں۔ اس مضمون میں اولاً نظام شمسی یعنی سورج اور سیاروں کے بارے میں اور ثانیاً ستاروں اور کہکشاؤں کی پراسرار دنیاؤں کے بارے میں معلوم ہونے والے حقائق درج کریں گے۔

امید ہے کہ یہ معلومات قارئین نوائے صوفیہ کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

ا۔ نظام شمسی (SOLARSYSTEM)

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں ایک وسیع تر نظام کا حصہ ہے جسے نظام شمسی کہتے ہیں۔ شمس یا سورج ہماری زمین سے نزدیک ترین ستارہ ہے۔ یہ بھی ان ہزاروں ستاروں کی طرح ہے جو ہمیں رات کے وقت آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں۔ سورج ہماری زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ سورج کی سطح کا درجہ حرارت ۲۷،۰۰۰،۰۰۰ درجہ فارن ہائیٹ اور اندرونی درجہ حرارت تقریباً ۲۷،۰۰۰،۰۰۰ درجہ فارن ہائیٹ ہے۔ زمین پر زندگی کا انحصار سورج سے حاصل ہونے والی مناسب حرارت اور روشنی پر ہے۔ سورج کے گرد نو سیارے گردش کرتے ہیں جن میں سے ایک ہماری زمین ہے۔ یہ سیارے سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں اور

سورج کے ساتھ ایک خاص تجاذب کی قوت انہیں اپنے مداروں میں گھومتے رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ سیارے خود اپنی محور پر بھی گھومتے ہیں۔

۲۔ سیارے

پہلا سیارہ عطارد (PLANETS)

سورج سے نزدیک ترین سیارہ عطارد یا مرکری (MERCURY) ہے۔ مرکری کا ایک دن زمین کے ۵۸ دنوں کے برابر اور ایک سال ہمارے ۸۸ سالوں کے برابر ہوتا ہے۔

دوسرا سیارہ زہرہ یا

VENUS

نہایت گرم ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بادلوں میں لپٹا ہوا ہے۔ اس کی سطح پر دو عظیم سطوح مرتفع نظر آتے ہیں۔ زہرہ کا ایک دن ۱۱۷ دنوں کے برابر ہے اور ایک سال ۲۲۵ دنوں کے برابر۔

تیسرا سیارہ زمین (EARTH)

زمین ہماری دنیا ہے۔ صرف زمین پر زندگی کے آثار پائے گئے ہیں۔ زمین پر سات بڑے براعظم اور پانچ بڑے سمندر موجود ہیں۔ زمین کی سطح کئی پرتوں پر مشتمل ہے جن کے نیچے نیم مائع گرم مواد موجود ہے۔

چوتھا سیارہ مریخ (MARS)

زمین سے چھوٹا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں دو خلائی جہاز وکنگ I اور وکنگ II مریخ پر اترے۔ یہاں زندگی کے آثار نہیں پائے گئے ہیں۔ مریخ کی سطح پر ایک عظیم آتش فشاں پہاڑ اولیمپس مونز موجود ہے جو ۱۵ میل اونچا ہے باقی سیارے جو بیرونی سیارے کہلاتے ہیں گیس کے عظیم گولے ہیں۔

پانچواں سیارہ مشتری

یہ سیارہ انتہائی گرم ہے اور اس کی سطح پر قیامت خیز طوفان اٹھتے ہیں۔ چند روز پیشتر اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ دم دار ستارے کے ٹکڑے مشتری سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کی سطح پر ہماری دنیا کے برابر گڑھا پڑ گیا ہے۔

چھٹا سیارہ زحل یا SATURN

نہایت خوبصورت ہے۔ اس سیارے کے گرد ایک خوبصورت دائرہ ہے۔ نظام شمسی کا یہ دوسرا بڑا سیارہ برف اور گیس سے مل کر بنا ہے۔

ساتواں سیارہ یورے نس URANUS

۱۹۸۶ء میں وائے جر نامی خلائی جہاز اس سیارے کے پاس سے گزرا اور اس کی تصویریں اتاریں۔

آٹھواں سیارہ نیپچون NEPTUNE

۱۸۴۶ء میں دریافت ہوا۔ یہ سیارہ بہت سرد ہے اور یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے ۲۲۰ درجے نیچے ہے۔

نواں سیارہ

پلوٹو سب سے چھوٹا سیارہ ہے یہاں ہر وقت رات رہتی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں پلوٹو نیپچون کی نسبت سورج سے قریب تر آ گیا اور یوں نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ بن گیا لیکن ۱۹۹۹ء میں پھر نواں ستارہ بن جائے گا۔ پلوٹو انتہائی سرد ہے اور یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے ۲۳۰ درجے نیچے ہے۔

اقمار MOONS

ہماری زمین کا چاند ہم سے ۲۴۰،۰۰۰ میل دور ہے۔ یہ ۲۸

دنوں میں زمین کے گرد اپنا سفر مکمل کرتا ہے۔ چاند بھی سورج کی روشنی سے چمکتا ہے اور اپنی محوری گردش بھی ۲۸ دنوں میں مکمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم چاند کا صرف ایک رخ دیکھ سکتے ہیں۔ امریکی خلائی مشن اپالو ۱۱ پہلی مرتبہ انسان کو چاند پر لے گیا۔ دوربین سے دیکھنے پر چاند کی سطح پر گڑھے نظر آتے ہیں۔

زمین کے علاوہ باقی سیاروں کے بھی اپنے چاند ہیں۔ مریخ کے چاند فوبوس (PHOBOS) اور ڈیموس (DEIMOS) کہلاتے ہیں۔

مشتری کے سولہ چاند ہیں۔ سب سے بڑے چاند گیلیلین (GALILEAN)کو گیلیلیو نے دریافت کیا تھا۔ گینی میڈ (GANYMEDE) نامی چاند پلوٹو اور عطارد سے جسامت میں بڑا ہے اور نظام شمسی کا سب سے بڑا چاند ہے۔

زحل کے گرد ۲۲ چاند گردش کرتے ہیں۔ جن میں ٹائی ٹن (TITAN) سب سے بڑا چاند ہے۔

یورے نس کے ۱۵ چاند ہیں۔ جبکہ نیپچون کے گرد صرف دو چاند گھومتے ہیں۔

پلوٹو کا بھی ایک چھوٹا سا چاند شیرون (CHARON) ہے۔

۳۔ ستارہ نما (ASTEROIDS)

یہ مریخ اور مشتری کے مداروں کے درمیان واقع ہیں مگر اپنے نام کے برعکس سیاروں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ یہ بھی سورج کے گرد گھومتے اور روشنی حاصل کرتے ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: تفکر و تذکر

نوائے صوفیہ کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نوائے صوفیہ اگرچہ ایک علمی مجلہ ہے مگر اس میں زیادہ تر نوجوان لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی کیونکہ ہمارے نزدیک مستقبل کے نظاموں کی باگ ڈور انہی نوعمر اور نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ نوائے صوفیہ جس روحانی تحریک کا علمبردار ہے وہ رجعت پسندی یا ماضی کی طرف واپس پلٹنے کی تحریک نہیں بلکہ ہم ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں حقیقی تصوف کی روح ابدی کو جدید علوم اور سائنسی انکشافات کی جدید روح سے ہم آہنگ کیا جائے۔ ہم نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں جو تمام علوم و فنون سے جدیدہ سے بہرہ ور اور مسلح ہوں مگر ان کے سینے ایمان اور اسلام کے نور سے منور ہوں اور وہ جس نظام معاشرت و مملکت کو تشکیل دیں اس میں افراد ہوس زر کی بجائے خلق خدا سے محبت کے عظیم ورثے کو کام میں لاتے ہوئے' عدل و انصاف کا بول بالا کریں۔ آج کا دور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کو روحانی ادوار وظائف سے ملانے کا متقاضی ہے۔ تاکہ ایک طرف انسان تسخیر کائنات کے عظیم مشن کی انجام دہی سے غافل نہ رہے۔ اور دوسری طرف اپنی ذات اور نفس کو بھی مسخر کرے اور یوں وہ ان لادین قوتوں کے برعکس جو صرف کسب دنیا میں مگن ہیں' دین و دنیا کی تمام خوبیوں سے متمتع ہو اور دونوں جہانوں میں سرخروی حاصل کرے۔

یہاں اس بات کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ نوائے صوفیہ تعصب و تنگ نظری اور فرقہ پرستی کی لعنتوں سے بالا ہو کر اتحاد عالم اسلام اور ایک حقیقی صوفیانہ معاشرے کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرے گا۔ نوائے صوفیہ میں لکھنے کے لیے تمام علمائے دین کو دعوت عام دی جاتی ہے۔ ادارہ کسی بھی مضمون یا مقالے کو مضمون نگار یا مقالہ نگار کے کسی خاص مکتب فکر سے تعلق کے پیش نظر مسترد نہیں کرے گا البتہ ایسے مضامین اور منظومات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جن میں علمی تحقیق و جستجو کی کارفرمائی ہو اور جذباتی ہونے کی بجائے محققانہ ہوں اور تعصب و تنگ نظری سے بالا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کے وسیلے پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے اس کار خیر کا آغاز کیا ہے۔ یقیناً اللہ ہی بہتر کارساز ہے۔

نوٹ۔ "حقیقت کائنات" کا مضمون "دنیائے سائنس" کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

آج کے معاشرے میں نوجوان نسل کا کردار

علی محمد محمدی سرسوی
منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں انسان ہر ناممکن چیز کو اپنی علمی تحقیقات سے ممکن بنا رہا ہے۔ اور اپنے انکشافات کے بل بوتے پر وہ زہرہ اور مریخ پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ ایک طرف سائنس کی یہ ترقی ہے۔ دوسری طرف اس نے انسان کو ظاہری چکاچوند دکھا کر اخلاقی اقدار Moral Values سے محروم کر دیا ہے۔اور انکے ایمان اور اعتقاد کو بھی زوال و انحطاط سے دوچار کیا ہے۔اس زوال و انحطاط سے ہمارے معاشرے کا کوئی فرد بھی محفوظ نہیں۔

خواتین جو معاشرے کو ترقی کی راہ پر چلانے کیلئے اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ اپنی اولاد کو روحانی تربیت دے کر اور انکی اصلاح کرکے ایک صالح معاشرہ قائم کرنا ان کے اختیار میں ہے۔ آج اپنے اخلاقی حدود و قیود کو پھلانگ کر زینت محفل بننے سے گریز نہیں کرتیں۔ نوجوان نسل کو بے حمیتی و بے غیرتی اور اپنے اقدار سے نفرت کی تعلیم دی جارہی ہے۔ محبت الہی، عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام کو انکے قلوب و اذہان سے نکال کر دنیا کے فانی حسن کا اسیر بنایا جارہا ہے۔

ایسے حالات میں نوجوان نسل کو اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ بات مسلمہ حقیقت اور بحیثیت مسلم اس پر تمام مسلمانان عالم کا ایمان و اعتقاد ہے کہ دنیا میں کسی کے اچھے کردار کو متعین کرنے کیلئے قرآن مجید "صحیفہ انقلاب" کی فکر سے نہ کوئی بہتر فکر ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مطہرہ سے بہتر کوئی لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔

جب یہ بات متحقق ہو گئی کہ اس دنیا رنگ و بو میں فکر و عمل Thought and Practice کا اعلی و ارفع معیار مجموعہ شریعت محمدیہ "الفقہ الاحوط" کی اساس "قرآن و سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے تو آیئے۔ ہم قرآن مجید سے پوچھتے ہیں، کہ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں نوجوان نسل کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ تو اس کلام الہی کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی ان الفاظ میں اتری

اقراء باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم سورۃ العلق

آیت نمبر ۱ تا ۵

پڑھیے اپنے رب کے (پاک) نام سے جس نے سب کو پیدا فرمایا ۔ انسان کو خون کے چھلکے سے تخلیق کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ جس نے قلم سے علم سکھایا (جس نے) انسان کو وہ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ جس وقت یہ آیت اتری تھی۔ اس وقت عرب کا معاشرہ ضلالت و گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرا ہوا تھا، اور اس معاشرے میں اخلاقی اقدار نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ انکے درمیان جب کوئی لڑائی ہوتی تو سالوں تک ختم نہ ہوتی۔ جب کسی کے گھر کوئی بچی پیدا ہوتی تو اسکو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے انکے اس وحشیانہ فعل کا نقشہ کچھ اسطرح کھینچا ہے۔

۱۔ **واذابشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسودا وھو کظیم النحل**

علیٰ ھون ام یدسہ فی التراب الاساء ما یحکمون۔ جب کسی کو بچی کی خوشخبری دی جاتی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (رنج و غم سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے۔ (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا وہ بچی کو اپنے پاس ذلت کے ساتھ رکھے یا مٹی میں گاڑ دے۔ آہ کتنا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔

تو ابتداء اسلام میں جس وقت معاشرے کی حالت ابتر تھی جو تعلیم دی گئی تھی وہ حصول علم کی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کے اس زوال آمادہ معاشرے میں نوجوان نسل کا پہلا کردار حصول علم و دانش ہے۔ کہ نوجوان نسل علمی و تحقیقی میدان میں جدوجہد کرکے آج کے بگڑے ہوئے معاشرے کو سدھارنے اور اس میں انقلاب برپا کرنے کی سعی کرے۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھیے کہ یہاں علم سے مراد علوم قدیم میں سے درس نظامی یعنی صرف' نحو' فلسفہ و منطق بلاغت و علم کلام اور قرآن و حدیث کا ایک خاص علم نہیں' بلکہ اسکے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ یعنی سائنس و ٹیکنالوجی سیاسیات و معاشیات وغیرہ بھی ہے۔ آج کے دور میں یہ دونوں علوم لازم و ملزوم ہیں۔ کسی صاحب نظر سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ پڑھنے کے حکم کا اطلاق جدید و قدیم دونوں علوم پر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ رب العالمین کی رضا و خوشنودی کیلئے ہو پس رب العالمین کا پیغام ہے کہ انسان پڑھے' اور معلم انسانیت علیہ الصلوۃ والسلام نے حصول علم کو تمام امت مسلمہ کیلئے فرض قرار دیا ہے اور واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تمہیں حصول علم کیلئے چین تک کا سفر بھی کرنا پڑے تو کرو کیونکہ علم معرفت الٰہی۔ اور معرفت رسول و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے۔ اور علم ہی کی بدولت انسان قرآنی خلافت الٰہیہ کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: حقوق قرآن

محبت کا نرالا انداز

ہم صبح و شام قرآن و اہل بیت سے محبت کے ترانے الاپتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ہم تارک قرآن ہو گئے ہیں تو برہم ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کو کون بدبخت چھوڑ سکتا ہے؟۔ ہم تو اس کی بڑی عزت کرتے ہیں بڑی احتیاط سے ریشمی غلاف میں اونچی جگہ پر رکھتے ہیں تاکہ بے ادبی نہ ہو اس کو چومتے ہیں سینے سے لگاتے ہیں۔ تاکہ اس کی برکتوں سے مالامال ہوں تو میں عرض کروں کیا کبھی اپنے دوست کے خط اور ٹیلی گرام یا فون کے ساتھ بھی پیار و محبت کا ایسا نرالا انداز اپنایا ہے ہرگز نہیں' بلکہ سب سے پہلے پڑھ کر یا پڑھوا کر سمجھتے ہیں اور پھر اس کے مضمون پر عمل کرتے ہیں بیماری کا لکھا ہو تو دوائی کا۔ فیس اور قرض کا لکھا ہو تو رقم کا ملازمت یا کسی ادارے میں داخلے کا لکھا ہو تو سفارش کا۔ پکڑ دھکڑ کا ہو تو رہائی کا بندوبست کرتے ہیں مگر افسوس کہ قرآن کو نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ اس کی ضرورت کا احساس نہ اس کے احکام کا خیال۔ گھر میں رکھا ہوا ہے مگر کس لئے۔ قسمیں کھانے کیلئے؟ بیماروں پر دم کرنے کے لیے؟ یا اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دینے کے لئے؟

اللہ کی قسم۔ یہ قرآن کو ماننا نہیں یہ قرآن سے محبت و احترام نہیں اس کی تعظیم و تکریم نہیں بلکہ یہ اپنے آپ کو دینے والا ایک دھوکہ ہے اس لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ایک تمنا ایک امید

قوم کے بزرگو' دانشورو' عالمو' نوجوانو' اور مستقبل کے معمارو اب ہمیں پھر قرآن کے دامن کو تھامنا ہوگا۔ اس کے حقوق کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ پھر سے ایک زندہ قوم کی طرح زندگی گزارنے کے لئے اس زندہ کتاب سے درس لینا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ رجوع الی القرآن کی تحریک میں نہ صرف خود حصہ لیں گے۔ بلکہ اپنے رشتہ داروں اور اہل و عیال کو بھی اس قرآن کی تعلیم سے آباد کرنے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کریں گے اس لیے کہ

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

(جاری ہے)

مسلمان کون؟

ڈاکٹر حسین ڈار

بشکریہ اقبال

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یوں حضرت اقبال کے نزدیک دل و نگاہ کی مسلمانی اصل مسلمانی ہے اور سوز عشق سے معمور اور نور عشق سے منور دل و نگاہ ہی مسلمان کہلانے کے قابل ہیں۔ بہرحال یہ اقبال کا مسئلہ ہے جو خود کسی حد تک مقام مسلمانی سے آگاہ تھا۔ اور ہمیں بھی اس مقام سے باخبر کرنا چاہتا تھا کہتے ہیں اسلام کے بہتر فرقے ہیں اور بحوالہ ایک حدیث ان میں سے ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی سب کا اللہ حافظ! اور ماشاء اللہ سے ہر فرقہ اسی خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ وہی ناجی ہے ساتھ ہی اس غلط فہمی کا بھی شکار ہے کہ اس کے علاوہ باقی سارے ناری ہیں (اللہ نہ کرے)

مجھے ذاتی طور پر اس حدیث کی صحت سے اختلاف ہے۔ یہ حدیث آیات قرآنی اور دیگر مستند احادیث سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ازروئے قرآن ہر انسان کو اس کے کیے کا صلہ ضرور ملتا ہے ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ تمام کلمہ گو آخر کار جنت میں جائیں گے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت بھی مشکوک ہے تاہم یہ فرقوں کے بارے میں مذکورہ حدیث سے متصادم ہے

مسلمان کی تعریف میں مستند ترین حدیث جو روح اسلام کی ترجمانی اور آیات قرآنی کی تشریح ہے وہ یہ ہے **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده** ترجمہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس حدیث کی تائید میں قرآنی آیت **ادخلوا فی السلم کافة** سلامتی (کے دین) میں گروہ در گروہ داخل ہو جاؤ۔ موجود ہے جبکہ فرقوں کے ناجی اور ناری ہونے والی حدیث کی تائید میں کوئی ایسی آیت نظر سے نہیں گزری۔

ناجی اور ناری کے ان نعروں نے امن و آشتی اور سلامتی کے علمبردار دین کو جسے اللہ نے **ورضیت لکم الاسلام دینا** کی سند عطا فرما کر عالم انسانیت کی بھلائی کے لیے منظور فرمایا تھا فرقوں اور فتووں سے بھر دیا ہے اور یوں مسلمانوں اور دیگر انسانوں کو اس سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ یہ حقیقت اغیار کی سازش تھی جس کے جال میں چند اندھے ملا آئے ہوئے ہیں ان بے چاروں کو خود بھی پتہ نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ہاں اتنا پتہ ضرور ہے کہ فرقہ واریت پھیلائے بغیر یعنی کسی دوسرے فرقے کو برا بھلا کہے بغیر کسی اور پر کیچڑ اچھالے بغیر ان کی دال گلنی مشکل ہے۔ کیونکہ ان میں پیار کی وہ متاع بے بہا تو ہے نہیں جس سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کر سکیں لہذا یہ حضرات اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی بجائے اوروں کو برا بھلا کہہ کر اپنی نفرت بھری فطرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس مسلمان ملک کے در و دیوار پر فلاں کافر' فلاں کافر' کے نعرے درج ہیں۔ مکتب سلامتی یعنی مساجد کے لاؤڈ سپیکر سے گلا پھاڑ پھاڑ کر دوسروں کے خلاف اندھا دھند فتوے صادر کیے جاتے ہیں۔ بے گناہ نمازیوں' پر بم اور بارود پھینکے جا رہے ہیں جائے امن کو قتل گاہ بنایا جا رہا ہے۔ دوسرے مسلمان فرقوں کو نقصان پہنچانا فرض اولین' سمجھا جاتا ہے یہ باتیں فرضی نہیں اخبارات میں شائع شدہ حقائق ہیں۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں ہم مسلمان

ہیں اور مومن ہیں کیا حضور پاک نے مسلمان کی یہی تعریف کی ہے کہ جس قدر ہو سکے دوسرے مسلمان کی سلامتی کو نقصان پہنچاؤ (معاذ اللہ)

میرے خیال میں شر پسند جو سادہ لوح عوام کو مذہب کے نام پر تشدد کا سبق دیتے ہیں تمام تر حالات کے ذمہ دار ہیں بے چارے عوام کا کوئی قصور نہیں۔ ان ملاؤں نے تو دیدہ و دانستہ مسلمان کی تعریف بھی ان تک نہیں پہنچائی۔ بہت سے قابل قدر اور قابل عزت علمائے دین بھی ہیں۔ اور واقعی دل سے اسلام کے پیغام سلامتی کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حضرات مستقل مزاج نہیں ہیں اور نظام نے ان میں سے اکثر کو کنارہ کشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

آیئے اب ہم اصل مقصد و مدعا کی طرف آتے ہیں کہ آخر مسلمان کون ہیں؟ پیغمبر اسلام رحمتہ العالمین نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور سلامت رہیں سلامتی سے مراد ہر قسم کی سلامتی اور تحفظ ہے۔ یعنی کسی کی عزت' شہرت' دولت' صحت' اہل و عیال اور عقیدہ کی سلامتی اور تحفظ اگر آپکی زبان سے دوسرا مسلمان ہر لحاظ سے محفوظ ہے تو آپ پچاس فیصد مسلمان ہو گئے۔ اگر آپ کے ہاتھ سے بھی کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ تو از روئے حدیث آپ مکمل مسلمان بن چکے ہیں۔ اب درجات بڑھانے اور جنت کمانے کے لیے عملیات شروع کریں۔ بے شک ایک مکمل مسلمان کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر عمل پھلدار ہوتا ہے پھر نہ آپکو خدا سے شکایت کا موقع ملے گا نہ تقدیر سے کیونکہ مومن ہو تو ہے آپ ہی تقدیر الٰہی (اقبال)

ہاں سلامتی کے بھی درجے ہیں اور مسلمانی کے بھی درجے ہیں جو سلامتی سے راست تناسب رکھتے ہیں۔ ابھی تک جو کچھ عرض کیا وہ عمومی درجہ ہے یعنی مسلمان کا درجہ۔ جو اگرچہ بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہے تاہم اس سے آگے بھی درجات اور منازل ہیں عمومی درجہ یہ ہے کہ آپ کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان یعنی سلامتی چاہنے والے محفوظ ہیں سادہ الفاظ میں یہ کہ آپ کسی بھی طریقے سے کسی سلامتی چاہنے والے انسان یا پرامن شہری کو نہ ستائیں لیکن اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ نہ صرف آپ کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں بلکہ آپ ان کی سلامتی کے ضامن بھی ہوں جب آپ امن کے ضامن بن جائیں گے تو مومن کہلائیں گے یعنی امن پسند لوگوں کو کسی شرارت سے بچانا اور یوں ان کی سلامتی کا محافظ بننا یہ سلامتی کا اعلیٰ معیار ہے۔ اور اس معیار کے لوگ انسانیت' دین اور عقیدے کے کسی تحفظ کے لیے اپنے آپ کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔ یہیں سے اسلام میں جہاد اور شہادت کے باب کھلتے ہیں۔ یوں اسلام میں جنگ امن پسندوں کی سلامتی کے لیے لڑی جاتی ہے نہ کہ محض دوسروں کو تباہ کرنے یا ستانے کے لیے اب جبکہ آپ اسلام اور سلامتی کے بارے میں کافی کچھ سمجھ چکے ہیں آیئے دیکھیں کہ فرقہ بازوں اور مفت میں فتووں کی فیکٹری لگانے والوں کے متعلق ہمارے بزرگان دین کیا فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مولانا رومی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے بہتر فرقے ہیں اور اصولی طور پر میں سب سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ایک ملا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا پھر آپ ملحد ہیں زندیق ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب ملا اپنی بات مکمل کر چکا تو مولائے روم نے انتہائی متانت اور حلاوت سے فرمایا میں آپ سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ اس پر ملا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا کیونکہ بات وسعت نظر کی تھی شریعت کا مجتہد' طریقت کا مجاہد' تفرقوں اور بدعتوں کا قاتل' فرقہ واریت کے خلاف مجسم تحریک' پیام امن و سلامتی کا نقیب' درباری ملاؤں کا رقیب' شریعت محمدیہ' کما کانت فی زمانہ کی احیاء کا علمبردار امن پسندوں کے دلوں کی دھڑکن حضرت شاہ سید محمد نور بخش تحفۃ الاحوط میں فرماتے ہیں صاحب تمیز مسلمان کے لیے مناسب نہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے' اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اس کا مقصد صرف اور صرف حکم خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے۔ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر امت مسلمہ کا اتفاق نہ ہو' اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی جسارت کرے جسکی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں سمجھ سکتا ہو۔

دیکھیے شاہ سید محمد نور بخش صاحب تیز مسلمان کی نشانی کیسے بیان فرماتے ہیں۔ وہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوتاہی نہ کرے۔ جس کا مقصد حکم خدا کی عظمت اور مخلوق خدا پر شفقت کرنا (یعنی ان کی سلامتی کا ضامن بننا) بن جائے اور اندھا دھند فتووں سے باز رہے۔ یقیناً جو صاحب تیز نہیں ہوگا وہی ان اختلافی مسائل کو ہوا دے گا اور ان پر اپنے فیصلے جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور کہتا ہو اور فتوے صادر کرے گا آپ فقہ احوط باب الصلوۃ میں فرماتے ہیں جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اور کہتا ہو اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ نماز قائم کرتا ہو ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو' اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو۔ اگر کوئی معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو۔ اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص فلاں چیز عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے تو یہ عقیدہ جہال ہے۔

یعنی اصول دین اور فروع دین کو تسلیم کرنے اور پڑھنے کے بعد کسی ثانوی مسئلے کی بنا پر کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کے عقیدے کو کفر سے منسوب کرنا عقیدہ جہال ہے۔ دیکھ لیا آپ نے آج کل کے مذہبی جنون میں جلنا اور فرقہ واریت کی آگ سلگانے والے لوگ جنہیں علمائے دین کہا جاتا ہے نور بخش انہیں بڑے ادب سے جہال کے زمرے میں کھڑا کر رہا ہے۔

اگر آپ کسی کو صحیح سلامت دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کی سلامتی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں تو آخر اس کا سبب کیا ہے؟ یقیناً آپ کا جواب ہوگا پیار در حقیقت کسی پیار سلامتی چاہنے یعنی مسلمان بننے کی محرک اول ہے اسی کا نام کہیں عشق ہے' کہیں الفت' کہیں ہمدردی ہے' کہیں شفقت' کہیں خلوص ہے تو کہیں عزت اس لیے اگر آپ مسلمان بننا چاہتے ہیں تو سب انسانوں کے لیے بلکہ تمام مخلوق خدا کے لیے اپنے دل میں الفت پیدا کیجئے۔

کیونکہ بقول اقبال۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

(وسلام علی من اتبع الہدی)

اعلان

ا۔ جن مستقل خریداروں کو رسالہ نہ مل رہا ہو ان سے گزارش ہے کہ وہ ادارہ نوائے صوفیہ کو فوری طور پر اطلاع دیں یا متعلقہ نمائندہ سے اپنا رسالہ وصول کر کے ہمیں مطلع کریں

۲۔ اگلے شمارے میں قارئین کے خطوط بھی شائع کیے جائیں گے

۳۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ کی مستقل خریداری کے خواہشمند حضرات و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنا چندہ /۳۰ روپے سالانہ یا چار قسطوں کی قیمت /۳۰ روپے بذریعہ منی آرڈر ای ایچ سروائی فلیٹ نمبر۷ بلاک نمبر ۳ کیٹیگری ۱۷ سیکٹر آئی ایٹ ون اسلام آباد کے پتہ پر یا متعلقہ نمائندہ کے پاس جمع کرائیں اور ہمیں مطلع کریں تاکہ براہ راست بذریعہ بک پوسٹ رسالہ بھیجا جا سکے

آپ کی خاطر

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد یونٹ نے تشنگان علم و ادب تک علمی ادبی اور سلسلہ ذہب صوفیہ نوربخشیہ سے متعلق کتب براہ راست پہنچانے کا فیصلہ کر لیا ہے درج کتب جن کے مصنف / موئف اور قیمت مندرج ہیں صفہ لائبریری اسلام آباد میں برائے فروخت موجود ہیں خواہشمند حضرات اپنی رقم بذریعہ منی آرڈر پوسٹ بکس ۱۴۲۲ جی ۔ پی او اسلام آباد میں ارسال کریں تاکہ ان کو مطلوبہ کتاب بھیجی جاسکے

نمبر شمار	نام کتب	مصنف / موئف	ہدیہ	ریمارکس
.	تحفۃ الاحوط ترجمہ (علامہ محمد بشیر)	شاہ سید محمد نوربخش	۲۵/	
(۲)۔	دعوات صوفیہ ترجمہ (علامہ محمد بشیر)	سید علی ہمدانی / شاہ قاسم فیض بخش	۱۰۰	ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا
(۲)	حق المتقین	علامہ محمد بشیر	۱۰/	بذریعہ وی پی نہیں بھیجی جائے گی۔
(۳)	خلاصۃ المناقب ترجمہ (ڈاکٹر سیدہ اشرف)	میر جعفر بدخشی	۱۰۰	بذریعہ وی پی نہیں بھیجی جائے گی
(۵)	فوائد المومنین	بوا حسن علی (مرحوم)	۱۵/	
(۶)	نجم الہدیٰ ترجمہ (علی محمد ہادی)	شاہ سید محمد نوربخش	۲۰/	
(۷)	کشف الحقائق	۔	۸/	
(۸)	اصول اعتقادیہ ترجمہ (علامہ محمد بشیر)	۔	۱۰/	
(۹)	مکارم اخلاق ترجمہ (غلام حسن حسنو)	۔	۵/	
(۱۰)	رسالہ مناجات [illegible]	میر سید علی ہمدانی۔	۹/	
(۱۱)	[illegible] [illegible]	۔	۳/	
(۱۲)	تذکار شاہ ہمدان	محمد رضا آخوند زادہ	۵۰/	

باقی ص ۱۰ پر

سال نو کا آغاز اور تعلیمات شاہ ہمدان کی ضرورت

دولت علی تھلوی

مسلمانوں کے سال نو کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اللہ کرے یہ سال تمام عالم اسلام کے لیے مبارک ثابت ہو۔ نیا سال اپنے دامن میں کیا کیا حالات لیے آپ کا استقبال کر رہا ہے آیئے ذرا دیکھیں۔

بوسنیا' مقبوضہ کشمیر' صومالیہ' افغانستان اور یمن کے مسلمان اندرونی خانہ جنگی اور بیرونی خطرات کے بھنور میں گھرے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ ممالک میں غیر مسلم اقوام مسلمانوں سے خون کی ندیاں بہا رہے ہیں اور مسلمان اپنی آزادی کے تحفظ میں جان کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ حق و باطل کا معرکہ ابتدائے اسلام سے چلا آ رہا ہے چاہے یہ معرکہ بدر و حنین ہو یا کربلا۔

غریب و سادہ و رنگین داستان حرم
نہایت اس کی حسین ابتداء ہے اسماعیل

چند ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان مسلمانوں کا بے دریغ خون بہا رہے ہیں مسلمان مسلمان سے کیوں محاذ آراء ہیں یہ ایک غور طلب پہلو ہے۔ اس کے پس منظر میں کیا چند مضمرات شامل ہیں۔ کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں مثلاً اقتدار کی رسہ کشی سیاسی و نظریاتی اختلافات اور ریاستی بغاوتیں وغیرہ وغیرہ لیکن اصل سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالی کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ سرکشی میں لاثانی بن گئے ہیں۔ قرآن کو سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ دین اسلام جیسے آفاقی دین کی ہیئت کو مسخ کرکے مسلمان گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔

غیر اسلامی ریاستوں میں دعوت اسلام پہنچانا' علماء اسلام کا اہم فریضہ ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لے کر صحابہ کرام اور بزرگان دین نے اپنی تمام تر زندگی اس اہم فریضے کی انجام دہی میں صرف کر دی تھی۔ بعد میں مسلمانوں نے بدقسمتی سے اس اہم مشن کو نظرانداز کر دیا اور بٹے ہوئے گروہوں کے مابین رسہ کشی کو تبلیغ کا نام دے دیا۔ باہمی اختلافات اس حد تک بڑھا دیئے کہ ایک گروہ کی دوسرے گروہ کو زیر کرنے اور ایک دوسرے کو ناقص قرار دینے کی کوششوں کو دین اسلام کی خدمت تصور کیا جانے لگا۔ اس مکروہ تفرقہ بازی کی جنونیت میں مسلمانوں کے اندر اسلامی اقدار کی پاسداری' ناپید ہو گئی' یہاں تک کہ وہ صیہونیت اور طاغوتی قوتوں کے ... ہونے سے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ جب مومن اس ... تب جیسا کہ ہوتا ہے تو عذاب کا نزول لازمی ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام میں وہ عظیم تحریک چلے کہ مسلمان حقیقی معنوں میں اسلامی اقدار کی پاسداری کا ضامن بن جائے دین اسلام کو ایک مکمل آفاقی دین تسلیم کرے فرقہ پرستی کے گرداب سے نجات حاصل کرنے کا عہد کرے۔ کردار کا غازی بننے کا عزم بالجزم کرے۔ قرآن مجید کی صرف سطحی طور پر تلاوت کو عبادت سمجھنے پر اکتفاء کرنے کے بجائے قرآن فہمی کے سمندر میں غوطہ لگانے کو بھی لازمی اور ضروری سمجھے۔

ان تمام صفات کو مسلمانوں کے اندر یکجا کرنے کے لیے مذکورہ تحریک کا آغاز کرنا ضروری ہے اور وہ تحریک کوئی ہڑتال' جلوس یا جلسہ نہیں ہے بلکہ صرف تعلیمات شاہ ہمدان کی ترویج و تشہیر ہے۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تعلیمات صرف کسی گروہ مسلک یا فرقہ کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لیے نور ہدایت ہیں۔ مسلمانوں کے اندر موجود گروہی تفاوت اور انتشار کو ختم کرنے کا واحد نسخہ تعلیمات شاہ ہمدان ہیں جو اتحاد بین المسلمین کی شمع اپنے ہاتھوں میں تھامے پرانے قلمی نسخوں اور نوادرات کی شکلوں میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں گرد آلود پڑی ہیں۔

یہ ایک خوش آئند پہلو ہے کہ ایک عشرے سے مختلف جگہوں پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر شاہ ہمدان کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو تاکہ شاہ ہمدان کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپ کے مریدوں کی تصانیف بھی اہل اسلام کے ہاتھوں میں آسکتیں۔ تاکہ آپ کی ہمہ گیر سوچ جامع اور مکمل انداز میں عالم اسلام کے افق پر رہتی دنیا تک جلوہ گر رہے۔ جس کے لیے آپ اور آپ کے مریدوں کی تصنیفات کی اشاعت اور تحقیق عمل کو زیادہ اہمیت دینے کی اشد ضرورت ہے پھر یہ امر ہرگز مشکل نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے مریدوں کی تعلیمات اہل اسلام کو قعر مذلت سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

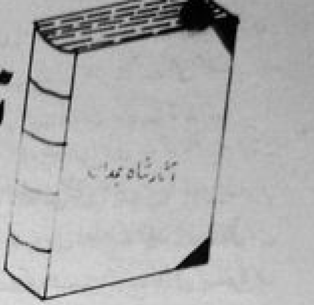

تعارف و تبصرۂ کتب

تبصرہ نگار: میر عبدالعزیز مدیر ہفت روزہ انصاف

نام کتاب ۔ آثار شاہ ہمدان

مرتب و مدون ۔ محمد رضا اخوند زادہ

ناشر ۔ براث لائبریری برق چھن خپلو ضلع گانگ چھے بلتستان

صفحات ۔ ۴۸

قیمت چالیس روپے

پاکستان میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل اسلامک ایسوسی ایشن کے بعد حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے بارے میں تحریر و تحقیق کا شوق روز افزوں ہو گیا ہے اور پاکستان کشمیر' آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں سے حضرت سید علی ہمدانی کے بارے میں کتابیں اور مقالات شائع ہو رہے ہیں۔ تازہ کتاب محمد رضا اخوند زادہ نے لکھی ہے ۔ جو شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کے سرگرم رکن مسٹر غلام حسن (سہروردی) کے بھائی ہیں۔ مصنف نے کتاب کے باب اول میں حضرت امیر کبیر کے واقعات زندگی بیان کیے ہیں۔ ان کے بعد دوسرے باب میں حضرت شاہ ہمدان کے دینی آثار کے حوالے ہیں باب سوم میں حضرت امیر کے تہذیبی اور تاریخی آثار کا ذکر ہے۔ چوتھے باب میں حضرت امیر کا روحانی مسلک بیان کیا گیا ہے اور پانچویں باب میں ان کے روحانی آثار بیان کیے گئے ہیں۔ ایک خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ مصنف نے سنی سنائی باتیں بیان نہیں کیں بلکہ جو لکھا ہے اس کا کوئی نہ کوئی تحریری حوالہ دیا ہے۔

مولف نے شاہ ہمدان کے مسلک کے بارے میں دلچسپ بحث کی ہے۔ ان کے مسلک کے بارے میں مولف نے لکھا ہے کہ تین ہیں۔ گروہ اول جس میں ایران کے بعض شیعہ مصنفین شامل ہیں امیر کبیر کو شیعہ قرار دیتے ہیں دوسرے گروہ میں ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی' محمد دین فوق صابر آفاقی مولوی حشمت اللہ خان پروفیسر عبدالرحمان ہمدانی اور پروفیسر حسن شاہ شامل ہیں ان کو سنی حنفی اور شافعی قرار دیتے ہیں۔

تیسرے گروہ میں مولف نے بہت سے حضرات کے نام لکھے ہیں اور کہا ہے کہ یہ لوگ حضرت امیر کبیر کو کبرویہ قرار دیتے ہیں۔ ان میں ہفت روزہ انصاف نومبر ۱۹۸۵ء میں شائع شدہ حضرت میر محمد ہمدانی رحمت اللہ علیہ کے ایک خط کے ارشاد کا بھی حوالہ ہے جو میر سید علی ہمدانی کے فرزند میر محمد ہمدانی نے شیخ نور الدین ولی کو لکھ کر دیا تھا اور جس کی کاپی بزبان عربی خانقاہ معلی سری نگر میں موجود ہے۔

مولف نے البتہ خود اس بات کی تائید کی ہے کہ حضرت شاہ ہمدان سلسلہ کبرویہ سے متعلق تھے۔ انہوں نے سید محمد نور بخش کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بھی کبرویہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر کبیر وہ بطل جلیل تھے جو براہ راست قرآن مجید اور رسول دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرتے تھے حضرت کا اپنا بیان ہے کہ جب میں اوراد فتحیہ مرتب کر کے مدینہ منورہ گیا تو مراقبہ کے عالم میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجموعہ اوراد کا نام فتحیہ رکھا۔ جہاں یہ صورت حال ہو وہاں ان پر فرقہ بندی کا لیبل چسپاں کرنا اچھا نہیں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس وقت کا نام

مسلمین رکھا ہے۔ اس نام یعنی مسلم اور مومن ہونے کے بعد کسی اور نام کی کیا ضرورت ہے قائداعظم محمد علی جناح مرحوم سے کسی نے ایک بار پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنی تھے تو میں سنی ہوں۔ اگر حضور شیعہ تھے تو میں شیعہ ہوں۔ شاہ ہمدان نے کہیں بھی اپنے آپ کو شیعہ نہیں لکھا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ آپ نے کسی خاص فقہی مسلک سے آپ کو وابستہ نہیں کیا۔ جب آپ تبلیغ کے لیے کشمیر گئے تو وہاں آپ نے جو مسلمان دیکھے وہ فقہ حنفیہ پر قائم تھے حضرت امیر کبیر نے ان کو کچھ نہ کہا اصل بات تو قرآن مجید کا آخری کتاب ہونا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرنا ہے۔ فقہی اختلاف جو نیک نیتی پر مبنی ہو کوئی معنی نہیں رکھتے۔

مولف محمد رضا اخوند زادہ نے سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ پر بھی ایک باب لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ داعی صلح کل تھے۔ اور مسلمانوں کے تمام مکتب ہائے خیال کے اتحاد کے حامی تھے۔ یقیناً سب مسلمانوں کا یہی مذہب ہونا چاہئے۔ سلسلہ نور بخشیہ کے موسس حضرت سید محمد نور بخش کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ الفقہ الاحوط میں انہوں نے لکھا ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے قریب تر آئیں۔ مسلمان فرقوں کی دعاؤں اور فروعی مسائل کو درست قرار دیا اور قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والوں کی تکفیر کو حرام قرار دیا۔ گناہ کبیرہ سے بچنے والوں کو مومن قرار دیا۔

آثار شاہ ہمدان میں حضرت شاہ ہمدان یا ان کے پیروکاروں کی ساختہ مساجد اور خانقاہوں کی تصویریں بھی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے دنیائے اسلام کے اس جلیل القدر رہنما کے بارے میں بہت ہی مفید معلومات ملتی ہیں۔ مولف کتاب اس کام کے لیے تعریف کے مستحق ہیں۔

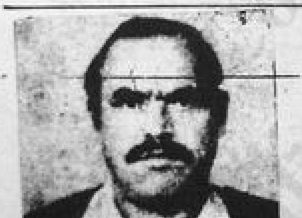
مرحوم محمد رضا

انجمن محمدیہ اسلام آباد کے سرگرم کارکن محمد رضا انتقال کر گئے

۲۰ اگست ۱۹۹۳ء کو انجمن محمدیہ اسلام آباد کے سرگرم کارکن اور پاکستان ٹیلی ویژن سینٹر اسلام آباد کے لائٹ مین محمد رضا خپلوی شکرپڑیاں اسلام آباد کی کنول جھیل میں مردہ حالت میں پائے گئے مرحوم کے اہل خانہ پہلے ہی اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے لئے گاؤں گئے ہوئے تھے اور مرحوم بھی جانے والے تھے مگر نامعلوم وجوہ نے جان لے لی میت کو پی۔ٹی۔وی کے خرچ پر اپنے آبائی گاؤں خپلو لے جا کر سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کی اس ناگہانی موت پر اسلام آباد میں مقیم تمام اہل تصوف نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے بیوہ صاحبزادوں اور تمام رشتہ داروں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔

جی ایچ معروفی اسلام آباد

دنیائے تصوّف کی خبریں

امام رضا علیہ السلام کے روضہ اقدس میں دھماکہ!

۱۰ محرم الحرام مطابق ۲۰ جون ۱۹۹۴ء کو یوم عاشور کی دوپہر تقریباً اڑھائی بجے شہر مشہد مقدس زور دار دھماکہ سے لرز اٹھا یہ دھماکہ حضرت امام موسیٰ الرضا کے روضہ اقدس میں ہوا۔ تخریب کاروں نے ضریح اقدس کے نزدیک ایک مرکزی ہال میں طاقتور دھماکہ خیز مواد رکھا تھا جس کے پھٹنے سے چھبیس زوار شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ دھماکہ سے ضریح اقدس کو جزوی نقصان پہنچا اس کے علاوہ ہال کی دیواروں اور دیگر تزئینات کو بھی نقصان پہنچا۔ عام طور پر رمضان المبارک اور محرم الحرام اور دیگر ایام مخصوصہ میں ایران بھر سے زائرین کرام امام رضا علیہ السلام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مشہد مقدس آتے ہیں اور زیارت کے بعد نماز و عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں سارا سال زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے اور دن رات عاشقان ولایت و امامت کا ہجوم رہتا ہے بالخصوص نماز ہائے پنجگانہ کے اوقات میں اور دوپہر کے وقت ضریح کے ارد گرد اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں یا پاؤں تلے روند کر زخمی ہو جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر روضہ مبارک کے تمام ادارے مذہبی تقدس اور تاریخی و ثقافتی اہمیت کے علاوہ فن تعمیر اور آرٹ کے حوالے سے دنیا کے اعلیٰ نمونوں کے حامل ہیں۔

گنبد مبارک پر مکمل طور پر سونے کی اینٹیں چڑھی ہوئی ہیں ان میناروں شبستانوں' صحن ہائے مبارک اندرونی حصوں اور دیگر عمارتوں پر سینکڑوں سال پرانے اور مختلف عہد ہائے حکومت کے مایہ ناز فنکاروں کی محنت اور فن کے نقوش پائے جاتے ہیں۔ جب اس روضے میں دھماکے کی خبر سنی گئی تو عالم اسلام کے گوشے گوشے میں اس کے خلاف غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور تمام مسلمانوں نے اس واقعہ کی مذمت کی۔ اس سلسلے میں ۲۷ جون ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں ایک ریفرنس ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء' سیاستدان اور دانشوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور اس واقعہ کی شدید مذمت ... وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس اجتماع کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اگر مسلمان متحد نہ ہوئے تو اسلام دشمن قوتیں اپنی سازشوں کا جال مزید پھیلائیں گی اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شعائر اسلامی کے تحفظ کے لیے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک میں دھماکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے کشمیر کمیٹی کے سربراہ نواب زادہ نصر اللہ خان نے کہا کہ اسلام دشمن طاقتیں کشمیر بوسنیا اور فلسطین میں مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہی ہیں۔

انہوں نے کہا اگر مغربی طاقتیں اکٹھی ہو سکتی ہیں تو عالم اسلام ایسا کیوں نہیں کر سکتا اتحاد کے بغیر ملت اسلامیہ کے لیے چیلنجوں کا سامنا کرنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کوئی مسلمان مشہد پر حملہ یا اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کر سکتا یہودی اور صیہونی طاقتیں کبھی بابری مسجد شہید کر کے کبھی حضرت بل پر قبضہ کر کے کبھی قبلہ اول پر قبضہ کر کے اور کبھی مشہد میں دھماکہ کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

جی ایچ معروفی

میر عارف یوتھ فورس غورسے کے سالانہ انتخابات

نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ موضع غورسے کی تنظیم میر عارف یوتھ فورس کے سالانہ انتخابات مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۴ء کو منعقد

ہوئے جن میں درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا:

صدر — منظور حسین حسرت
نائب صدر — محمد اسماعیل سرشار
جنرل سیکرٹری — محمد ابراہیم
آفس سیکرٹری — غلام عباس
خزانچی — غلام محمد انجم
سیکرٹری نشرواشاعت — محمد اشرف سرشار

تصوف کے ممتاز عالم دین سید محمد زاہد حسین الموسوی

سینوی انتقال کر گئے

ممتاز عالم دین شعلہ بیان مقرر اور محسن مذہب صوفیہ نور بخشیہ سید زاہد حسین الموسوی نمائندہ نوائے صوفیہ سینو اپنے آبائی گاؤں سینو میں یکم جولائی ۱۹۹۴ء کو بروز جمعۃ المبارک اس دار فانی سے اچانک انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم سید زاہد حسین ۵ اگست ۱۹۴۹ء کو پیدا ہوئے اور آپ کی کی تربیت اپنے والدین کی زیر نگرانی بہت ہی اچھے طریقے سے ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ نرم دل خوش مزاج اور اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ سن بلوغت کو پہنچنے تک آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید جمال الدین صاحب مرحوم سے حاصل کی اور ساتھ ہی مروجہ تعلیم بھی حاصل کرتے رہے پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے گلشن کبیر (پھروا) میں جناب مفتی اعظم الحاج سید علی شاہ کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا پھر وہاں سے فیضیاب ہونے کے بعد آپ زمانے کے حالات کو مد نظر رکھ کر اپنے آبائی گاؤں سینو واپس آئے کیونکہ یہاں کی حالت کافی ابتر ہو چکی تھی اس کے بعد آپ نے اپنے علم و عمل کی قوت سے پورے بیاقن میں انقلاب پیدا کیا۔ بلکہ پورے نالہ جات کو حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تعلیمات سے مستفید فرمایا ایک وہ وقت تھا کہ لوگ اپنے آپ کو نور بخشیہ کہلانے میں شرم محسوس کرتے تھے اور ان کی سیاسی اور اقتصادی حالت ابتر ہو چکی تھی آپ نے ملت کو اس ظلمت کے سمندر سے نکال کر حقیقی منزل کا نشان دیا مرحوم ہر وقت مذہب و ملت کی بہتری کے لیے سرگرم عمل رہے آپ ایک باعمل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ امن و اتحاد کے داعی بھی تھے اسی لیے ہمہ وقت امن و امان اور اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے رہتے تھے اور سینو میں کسی قسم کا مذہبی جھگڑا نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کے جنازے کے ساتھ ہزاروں عقیدت مند اور اہل تھگس ہلدی مرضی گنڈ گلشن کبیر اور دم سم کے ہزاروں افراد اشک بار کھڑے نظر آئے مرحوم مسلک نور بخشیہ کے صف اول کے عالم دین فصیح بلیغ خطیب شعلہ بیان مقرر اور معاملہ فہم شخص تھے۔ آپ نہایت وسیع النظر عالم دین اور اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ آپ کا ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان یکساں احترام کرتے تھے آپ کی وفات سے اہل تصوف کے ہاں جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ وہ برسوں پورا نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین

ایم خلیل سینوی ڈپٹی جنرل سیکرٹری
نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن یونٹ سینو

مرحوم سید زاہد حسین کے پسماندگان سے اظہار تعزیت

یکم جولائی ۱۹۹۴ء کو سید زاہد حسین الموسوی میر واعظ و ناظم اعلیٰ مدرسہ معروفیہ سینو کے اچانک انتقال کی خبر سن کر لوگ ٹرانسپورٹ کی عدم دستیابی کے باوجود جوق در جوق پیدل مرحوم کے گھر پہنچنا شروع ہو گئے اور دور دراز علاقوں سے مختلف مکاتب فکر کے علماء طلباء سرکاری افسران اور مرحوم کے عقیدت مندوں نے مرحوم کا آخری دیدار کیا اور سفر آخرت پر رخصت کیا اس موقع پر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن مرضی گنڈ کے عہدیداروں نے مرحوم کے اہل خانہ سے گہرے رنج و غم کا اظہار اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی اور تمام عقیدت مندوں سے اپیل کی کہ وہ مرحوم کے زیر تکمیل منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کے لیے پہنچنے والوں میں درج ذیل اہم شخصیات شامل ہیں۔

۱۔ پیر نور بخشیہ سید محمد شاہ صاحب

۲۔ مفتی نور بخشیہ جناب سید علی شاہ صاحب

۳۔ میرواعظ خپلو جناب سید حمایت صاحب

۴۔ فقیر محمد ابراہیم صاحب

۵۔ میرواعظ ہلدی سید مہدی شاہ صاحب

۶۔ میرواعظ تھگس سید مختار صاحب

۷۔ میرواعظ بلے گند آخوند غلام حیدر صاحب

۸۔ میرواعظ مرضی گند مولوی محمد صاحب

۹۔ خطیب و پیش امام تھلیس مولوی عارف حسین صاحب

۱۰۔ میرواعظ تھولدی سید جعفر الموسوی صاحب

۱۱۔ سرکردہ مچلو اخوند باقر صاحب

۱۲۔ خطیب و امام مولوی اخوند عباس دم سم

۱۳۔ سید طاہر علی شاہ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ شمالی علاقہ جات

۱۴۔ ڈاکٹر سردار صاحب

۱۵۔ منشی رستم صاحب پروجیکٹ منیجر شہ برم

۱۶۔ مراد علی مرکزی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان

۱۷۔ صوبیدار (ریٹائرڈ) غلام مہدی صدر این وائی ایف مرضی گنڈ

۱۸۔ محمد یعقوب ڈپٹی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان

۱۹۔ محمد جعفر صاحب سیکنڈ ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول خپلو

نثار علی

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن مرضی گنڈ

سید زاہد حسین الموسوی میرواعظ سینو بلتستان کی اچانک وفات پر تعزیتی پیغامات

خطیب جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ اسلام آباد جناب علامہ محمد بشیر صاحب انجمن محمدیہ اسلام آباد کے صدر بابو محمد سلیم جنرل سیکرٹری فاچو محمد امین نوائے صوفیہ کے ڈاکٹر غازی محمد نعیم، جی ایچ معروفی، بلتستان نوز کے منیجنگ ڈائریکٹر محمد اقبال اور غلام حیدر حیدری گلشن کبیری نے سید زاہد حسین الموسوی میرواعظ سینو کی اچانک رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے پس ماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے انہوں نے اپنے پیغامات میں کہا ہے مرحوم صوفیہ نور بخشیہ کے صف اول کے عالم دین، خطیب، مدرس اور قلمکار تھے ان کی اچانک وفات سے مذہب نور بخشیہ کو بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ مرحوم نے سینو میں مدرسہ معروفیہ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر دینی، ملی اور معاشرتی خدمات بھی ہمیشہ یاد رہیں گی خاص کر مدرسہ معروفیہ مرحوم کی کوششوں سے وجود میں آیا اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا مرحوم اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کی خبر سن کر ہزاروں لوگ دور دور سے نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے آئے اور مرحوم کو آہوں اور اشکوں کے ساتھ سپرد خاک کیا۔

جی ایچ معروفی

تحریک اتحاد نور بخشیہ شگر

کراچی کے زیر اہتمام سالانہ تقریری مقابلے کا انعقاد

مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۹۴ء کو منظور کالونی کراچی میں تحریک اتحاد نور بخشیہ شگر کراچی زون کے سالانہ تقریری مقابلے کا انعقاد ہوا جسکی صدارت مرکزی صدر حافظ محمد حسین سلیم نے کی۔ جس میں تحریک کے کارکنوں کے علاوہ ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی شرکت کی۔ مقابلے کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا مقابلے میں بشیر حسین دلشاد اول سید علی دوم اور مولانا مشتاق احمد سوم آئے اس کے بعد مرکزی صدر نے سالانہ بجٹ پیش کیا اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے آپس میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ بعدازاں غلام مہدی حسرت چیئرمین مشاورتی کونسل نے پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔

آخر میں مولانا محمد یعقوب دعائیہ کلمات سے اس پروقار

ری مقابلے کا اہتمام فرمایا۔

منجانب:۔ تحریک اتحاد نور بخشیہ شگر (کراچی زون)

تنظیم الندوۃ الاسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی یونٹ کا سالانہ انتخابات

آج مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۴ء کو الندوہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ رجسٹرڈ کراچی یونٹ کا ایک اہم اجلاس مولانا محمد محسن علی اور مولانا عبدالرحیم کرنی کے کراچی میں تنظیمی امور کے دورے کے موقع پر منعقد ہوا مرکزی قائد مولانا محمد محسن علی اور مرکزی خزانچی مولانا عبدالرحیم کرنی کی موجودگی میں کراچی یونٹ کا سال ۹۵-۱۹۹۴ء کے عہدے داروں کا چناؤ عمل میں لایا گیا جس میں مندرجہ ذیل عہدے داروں کو منتخب کیا گیا

۱۔ صدر ۔ مولانا غلام حسن نیازی

۲۔نائب صدر عبدالرحمن صاحب

۳۔ جنرل سیکرٹری اختر حسین دلشاد

۴۔ نائب جنرل سیکرٹری محمد موسیٰ آزاد

۵۔ جوائنٹ سیکرٹری محمد ابراہیم بلغاری

۶۔ نشرواشاعت سیکرٹری غلام حسین نورانی سرمو

۷۔ رابطہ سیکرٹری حافظ غلام علی نوری

۸۔ سیکرٹری ابلاغ عامہ ۔ محمد حسین چھلوی

۹۔ خزانچی ابوذر علی غفاری

۱۰۔ ناظم اجلاس علی درویش نور بخشی

۱۱۔ ضامن تعلقات عامہ محمد یوسف نوری

مجلس مشاورت

۱۔ مولانا نجم الدین	چیئرمین
۲۔ مولانا محمد سلیمان ساجد	وائس چیئرمین
۳۔ مولانا محمد دین	ممبر
۴۔ قاری محمد اسحاق	ممبر
۵۔ مولانا حسن غازی	ممبر
۶۔ مولانا محمد جعفری آزاد	ممبر

اختر حسین دلشاد جنرل سیکرٹری ندوۃ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ کراچی یونٹ

تعزیتی اجلاس

آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۹۴ء کو محمود آباد کراچی میں ندوہ اسلامیہ صوفیہ نورالبخشیہ کراچی یونٹ کا ایک اہم تعزیتی اجلاس زیر صدارت صدر جناب مولانا غلام حسن نیازی صاحب منعقد ہوا شرکائے اجلاس نے جناب سید زاہد صاحب کے اچانک انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اس موقع پر جناب سید زاہد حسین الموسوی مرحوم کی دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا مقررین نے کہا کہ مرحوم نے اپنی زندگی ملت نور بخشیہ کے لیے وقف کردی تھی آپ کی ساری زندگی لوگوں کی رہنمائی میں گزری آپ ایک ممتاز عالم دین تھے آپ نے مرحوم پیر نور بخشیہ سید عون علی الموسوی مرحوم کے ساتھ ایران اور پاکستان کے مختلف شہروں کا بھی دورہ کیا آپ کی رحلت سے ملت نور بخشیہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید پورا نہ ہوسکے آخر میں صدر ندوہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ کراچی غلام حسن نیازی نے مرحوم کی روح کے ایصال کے ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی ۔ اس موقع پر ملت نور بخشیہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اختر حسین دلشاد جنرل سیکرٹری

آپ کی خاطر

(۳)	تاریخ بلتستان	غلام حسن سہروردی نوربخشی	۸۰/	کیفیت
(۴)	نفحات طیبہ	محمد ابراہیم زائر	۲۵/	
(۵)	گلدستہ اعمال تصوف	محمد ابراہیم زائر	۲۵/	کیفیت
(۶)	قاعدہ ابتدائیہ	محمد ابراہیم زائر	۱۰/	کیفیت
(۱۷)	تسہیل دعا	محمد ابراہیم ۱۰/	کیفیت	
(۱۸)	نماز صوفیہ	محمد ابراہیم زائر	۵/	کیفیت
(۱۹)	انکسار الحق	ابو عمار	۲۰/	کیفیت
(۲۰)	درس ابتکار	مولانا غلام محمد حقانی	۷/	کیفیت

محمد علی شجاع
جنرل سیکرٹری
N.Y.I اسلام آباد

روشن ستارہ ڈوب گیا

ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا میرواعظ خانقاہ معلی الچوڑی شگر آغا سید مرتضیٰ الموسوی طویل علالت کے بعد مورخہ 31 جولائی 1994ء کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سکردو میں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے مرحوم عرصے سے دمہ کے عارضے میں مبتلا تھے آپ کے پیروکاروں نے بغرض علاج کمپلیکس ہسپتال لے جانے کا بندوبست کیا تھا مگر اس نوبت کو پہنچنے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہوگئے ان کی وفات سے دنیائے تصوف خاص کر اہالیان شگر الچوڑی ایک پرہیزگار اور صاحب کشف روحانی عالم دین سے محروم ہوگئے ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ عرصہ دراز تک محسوس کیا جائے گا مرحوم انتہائی ایماندار تہجد گزار اور مستجاب الدعوۃ تھے یہی وجہ تھی کہ دور دراز علاقوں سے آپ کے عقیدت مند اپنی حاجت براری کے لئے حاضر ہوتے تھے مرحوم بلتستان کے موضع شگر الچوڑی میں مورخہ 1924ء کو ایک شریف سادات گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار سید عباس شاہ اپنے وقت کے صاحب کشف اور مرجع خلائق شخصیت تھے آپ کا سلسلہ نسب تین پشتوں سے سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے پیر طریقت سید مختار الاخیار جا ملتا ہے آپ نے مشکل حالات میں ملت صوفیہ نوربخشیہ شگر کی رہنمائی فرمائی یہ آپ کے دعاؤں کے فیضان کا اثر تھا کہ علاقہ شگر کے موضع الچوڑی میں سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار اکثریت میں ہیں پسماندگان میں ایک بیٹا اور بیوہ شامل ہیں ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے صاحبزادے سید محمد شاہ اور مرحوم کی بیوہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین

۱۔ ایم ایوب شگری کامرس کالج اسلام آباد
۲۔ علی حسین ترویا نمائندہ نوائے صوفیہ شگر

روئیداد پانچویں یوم تاسیس جامعہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ خپلو بھی

جامعہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ خپلو بھی کا پانچواں یوم تاسیس ہر سال کی طرح اس سال بھی نہایت شایان شان طریقے سے منعقد ہوا۔ خپلو کے قدیم دارالخلافہ بھی میں یہ پروقار تقریب زیر صدارت جناب پیر صوفیہ نور بخشیہ سید محمد شاہ صاحب منعقد ہوئی۔ جبکہ مہمان خصوصی ڈپٹی کمشنر گانچھے جناب داؤد خان صاحب تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب عبدالرحیم حیدری نے انجام دیئے۔ اس تقریب سعید میں علماء' دانشوروں' عوامی نمائندوں' سرکاری افسروں کے علاوہ عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد غلام مہدی طالب علم نے نعت رسول سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ جناب محمد اسحاق' شہبازی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ جامعہ ایک قلیل سرمایہ سے شروع کیا تھا۔ بعد میں لوگوں کے تعاون اور ہماری کوششوں سے یہ جامعہ اپنا سالانہ بجٹ لاکھوں میں پیش کرتا ہے اس جامعہ میں کلیدی کردار جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح کا ہے۔ اس وقت مدرسے میں دو استانیوں سمیت آٹھ اساتذہ ہیں۔ جبکہ طلباء و طالبات کی تعداد ۵۴۳ ہے۔ اس مدرسے میں ۱۵ طالبات فقہ کی تعلیم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ مدرسہ ملک کے دوسرے بڑے جامعات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائے گا۔

تقریب سے متعدد علماء نے خطاب کیا۔ جن میں سید علی شاہ صاحب' میر واعظ گلشن کبیر شیخ سکندر صاحب' صدر معلم جامعہ اسلامیہ کراچی مفتی اعظم مولوی محمد عبداللہ قائد انقلاب تصوف جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب سید حمایت حسین صاحب محمد ابراہیم فیضی صاحب شامل تھے۔ آخر میں پاکستان کی سربلندی۔ اتحاد بین المسلمین۔ بوسنیا میں امن کشمیر کی آزادی اور عالم اسلام کے درمیان اتحاد و اتفاق کی دعاؤں کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

جامعہ کو مخیر حضرات نے عطیات بھی دیئے۔ ایک نامعلوم شخص نے مبلغ ۶۰۰۰ روپے ڈپٹی کمشنر صاحب نے مبلغ ۲۰۰۰ روپے جناب بابو موسیٰ صاحب نے ۳۰۰۰ روپے کے عطیات دیئے۔ دیگر حضرات نے بھی دل کھول کر عطیات دے۔ اس طرح جامعہ کو بیس سے بائیس ہزار روپے کے عطیات وصول ہوئے۔ خطبہ صدارت سے قبل امتحان میں پوزیشن لینے والے جامعہ کے طلباء و طالبات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

رپورٹ
غلام حیدر حیدری گلشن کبیری
این وائی ایف پاکستان

صوفیہ نور بخشیہ کے وفد کی خان محمد شیرانی سے ملاقات

مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۳ء کو رکن قومی اسمبلی و ڈپٹی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء اسلام ف گروپ جناب عبدالغفور حیدری و جناب خان محمد شیرانی صاحب ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ضلع گانچھے کے دورے پر آئے تھے۔

صوفیہ نور بخشیہ کے ایک وفد نے جناب مفتی عبداللہ صاحب کی قیادت میں دو ممتاز شخصیتوں سے ملاقات کی۔ وفد میں این وائی ایف کے پلیٹ فارم سے جناب صاحب و غلام حیدر حیدری گلشن کبیری تھے۔ جبکہ صوبیدار محمد علی صاحب و ماسٹر جعفر صاحب بھی ان کے ہمراہ وفد میں شامل تھے۔ ملت نور بخشیہ کو درپیش مسائل پر غور و خوض کرنے کے بعد وفد نے تحریری صورت میں تین نکات جناب شیرازی صاحب کی خدمت میں پیش کیے۔

۱۔ یہ کہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ کو اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی دینے کے لیے ارباب اختیار تک ہماری آواز پہنچائی جائے۔

۲۔ یہ کہ زکوٰۃ کی کٹوتی فقہ احوط کے مطابق کی جائے۔

۳۔ یہ کہ فقہ احوط کو اسلامی نظریاتی کونسل میں رجسٹرڈ کیا جائے۔

وفد نے اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر کو فقہ الاحوط کا ایک نسخہ بھی

پیش کیا۔

معزز مہمانوں نے وفد کو یقین دلایا کہ ہم دونوں آپ لوگوں کے ان مسائل کو ہر فورم پر اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ہمیں ضرورت پڑی تو ان مسائل کو پارلیمنٹ میں بھی زیر بحث لائیں گے۔ چونکہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ ایک اعتدال پسند مسلک ہے۔ اس لیے یہ مسلک اتحاد بین المسلمین کے لیے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اور تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسلک ماضی میں بھی امن پسندی کا داعی رہا ہے اور مستقبل میں بھی یہ اتحاد عالم اسلامی میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ چونکہ ضلع گھنگھے میں مسلک صوفیہ نور بخشیہ سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد ۹۵٪ ہے۔ لہذا ہم اس بات پر زور دیں گے کہ آپ لوگوں کو اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی بھی دی جائے۔ اور زکوۃ کی کٹوتی بھی آپ کی فقہ کے مطابق ہو۔ ان کے ہمدردانہ رویے پر صوفیہ نور بخشیہ کے وفد نے جناب حیدری و شیرانی صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ: غلام حیدر حیدری گلشن کبیری

این وائی ایف پاکستان

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کی تقریب حلف برداری

۳ جون ۱۹۹۸ء کو بعد از نماز جمعہ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کی تقریب حلف برداری جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ لاہور میں منعقد ہوئی جس میں علماء کرام، مختلف مدارس، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء اور کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز قاری ذاکر حسین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور طالب علم غلام رضا نے نعت رسول مقبول پیش کی بعد ازاں حلف برداری کا عمل شروع ہوا۔ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کراچی کے سابق صدر اور پنجاب یونٹ کے کونسل آف گائیڈنس کے چیئرمین جناب انجینئر سید اکبر علی کاظمی نے کابینہ کے درج ذیل نئے عہدیداروں سے حلف لیا:۔

غلام نبی کورو۔ صدر

فدا حسین فدائی چھلو۔ جنرل سیکرٹری

عبدالواحد بلغاری۔ ناظم اجلاس

ذاکر حسین ذاکر۔ نائب صدر

محمد یونس۔ جوائنٹ سیکرٹری

محمد حسین سلنگ۔ فنانس سیکرٹری

محمد ابراہیم کورو۔ سیکرٹری نشر و اشاعت

اس تقریب کے شرکاء سے صدر (N-Y-F) مولانا غلام نبی صاحب۔ اخوند محمد تقی صاحب، مولانا غلام محمد صاحب، مولانا علی محمد صاحب، ڈاکٹر عبدالکریم صاحب اور انجینئر سید اکبر علی کاظمی صاحب نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی تقریر میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر مسلمانوں کو آپس میں متحد و متفق ہو کر رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے بزرگوں نے بھی اسی راہ اعتدال پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ یہ امت امت وسط ہے۔ لہذا ہمیں بھی اسی راہ وسط پر چلنا چاہیے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں

راہ نور بخشی است راہ اعتدال

دور از افراط و تفریط جمال

شاہ سید محمد نور بخش اور سید علی ہمدانی کی تعلیمات افراط و تفریط سے پاک اور اتحاد بین المسلمین کی علمبردار ہیں۔

انہی دو ہستیوں نے مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کو ختم کرنے اور بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق، اور الفت محبت کی خوبصورت لڑی میں پرونے کیلئے جدوجہد کی۔

آخر میں صوفی محمد حسین صاحب سلنگ کی دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

غلام نبی کوروی

صدر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور

اپیل

برادران ملت سے مخفی نہیں ہے کہ بلتستان کے بزرگان نور بخشیہ کے علمی کارنامے سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں لیکن جغرافیائی، سیاسی اور معاشی وجوہات اور مخصوص ماحول کی بناء پر ان بزرگوں کا علمی و ادبی سرمایہ یا تو تلف ہو گیا ہے یا کمیاب و نایاب ہے۔ خوش قسمتی سے راقم کی کوششوں کی بدولت مستند ترین نور بخشی تاریخی کتاب تحفۃ الاحباب کا اردو ترجمہ برادرم محمد رضا صاحب کر رہے ہیں خلاصۃ المناقب اب منظر عام پر آگئی ہے۔ ابو الحسن تمیض کی تاریخ بلتستان پر مشتمل کلیات دستیاب ہو گئی ہے۔ بلتستان کے سب سے بڑے عالم مصنف اور شاعر اخوند سلطان علی بلغاری کی زاد الجنان اور بوق بوق نامہ کے قلمی نسخے دستیاب ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ شاہ ہمدان اور میر محمد نور بخش کی بیسیوں کتب و رسائل کے نسخے ملے ہیں۔

قلمی نسخہ جات کی چھان بین اور تلاش و جستجو کے دوران راقم کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ قلمی کتابوں پر عموماً نام اور صفحہ نمبر نہیں ہوتے۔ بعض کے اول و آخر ناقص بعض کے اوراق منتشر ہوتے ہیں۔ انہیں باریک بینی سے دیکھنے پرکھنے اور پڑھنے کے بعد مکمل اور قابل استفادہ بنایا جا سکتا ہے۔

قارئین نوائے صوفیہ سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں سے کوئی قلمی کتاب یا اوراق دستیاب ہوں تو درج ذیل پتوں پر یا مقامی نور بخشی یوتھ فیڈریشن کے دفتر میں جمع کرائیں۔

۲۔ راقم تذکرہ مشائخ نور بخشیہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہے۔ جو اندازاً بڑی تقطیع کے پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہو گی۔ یہ کتاب سلسلہ نور بخشیہ کے مکمل دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کی حیثیت رکھے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میر شمس الدین عراقی تک تمام بزرگوں کے احوال و اقوال اور آثار تحریری صورت میں ملتے ہیں۔ بعض بزرگوں کے بارے میں بلتستان کے موجودہ بوڑھے لوگ بہت کچھ جانتے ہیں۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسی معلومات کو ضبط تحریر میں لاکر راقم کو فراہم کریں گے۔

۳۔ بلتستان کے تمام مواضعات میں آستانے (مزار) موجود ہیں۔ یہ ان بزرگوں کی آخری آرام گاہ ہیں جنہوں نے بلتستان میں اشاعت و استحکام اسلام کے سلسلے میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ مزارات آج بھی علاقے کے لوگوں کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ راقم ان معاونین کا شکر گزار ہونے کے علاوہ حقیر سا معاوضہ (راشی) بھی ادا کرے گا۔

پتے یہ ہیں

۱۔ اخوند محمد حسین میر واعظ مرکزی جامع مسجد نور بخشیہ سکردو

۲۔ غلام حسن صنوبرات لائبریری خپلو بلتستان

نوائے صوفیہ کا
عظیم الشان شاہ ہمدانؒ نمبر

کشمیر اور بلتستان میں دین اسلام کے اولین داعی اور سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے عظیم بزرگ شاہ ہمدان سید علی ہمدانیؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے نوائے صوفیہ ایک نہایت ہی گراں قدر نمبر شائع کر رہا ہے جس میں شاہ ہمدان کی حیات اور تعلیمات پر تحقیق کرنے والے تمام بین الاقوامی شہرت کے حامل سکالرز کی بیش بہا نگارشات شامل ہوں گی۔ یہ نمبر ایک مستقل اور جامع کتاب کی حیثیت رکھے گا اور شاہ ہمدان پر ریسرچ کرنے والوں کے لیے ایک حوالہ جاتی کتاب (Reference book) کی حیثیت کا حامل ہو گا۔

علماء کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ بھی اپنی نگارشات اس نمبر میں شامل کرنا چاہیں تو جناب غلام حسین معروفی صاحب کو ارسال کریں۔ صرف انہی مضامین کو جگہ دی جا سکتی ہے جو تحقیق اور جستجو سے تیار کیے گئے ہوں اور علمی اہمیت کے حامل ہوں۔

چونکہ یہ نمبر نہایت محدود تعداد میں شائع کیا جائے گا اس لیے خواہش مند حضرات اپنے آرڈرز پہلے ہی بک کروالیں نیز مبلغ پچاس روپے کتاب کی پیشگی قیمت بھی ارسال کریں۔ کتاب کی حتمی قیمت کا تعین طباعت کے مراحل طے ہونے کے بعد اس پر آنے والی لاگت کے مطابق ہو گا۔ اور خواہش مند حضرات کو بذریعہ وی۔پی ارسال کی جائے گی۔ چنانچہ تمام خواہش مند حضرات اپنے پتے واضح طور پر تحریر کریں۔

جنگ جاری ہے

(ادارہ)